ا۔ شان نزول۔ یہ آیت یہود یا مشرکین یا منافقین کے متعلق اتری جو تبدیلی قبلہ پر اعتراضات کرنے والے تھے۔ کیونکہ وہ نسخ کے قائل نہ تھے گزشتہ کتابوں میں حضور کو نبی قبلتین فرمایا گیا یہ تبدیلی قبلہ حضور کی نبوت کی دلیل تھی۔ مگر بدباطن یہود نے مشرکین کے ساتھ مل کر حضور کو جھٹلایا ۲۔ خیال رہے کہ حج ہمیشہ کعبہ ہی کا ہوا۔ بیت المقدس کا حج کبھی نہیں ہوا۔ لیکن آدم علیہ السلام سے موسیٰ علیہ السلام تک کعبہ قبلہ رہا۔ مگر موسیٰ علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک بیت المقدس قبلہ رہا شروع اسلام میں مسلمانوں کا قبلہ بھی بیت المقدس تھا۔ ہجرت کے ایک سال ساڑھے پانچ ماہ کے بعد چھبیسویں رمضان ۲ھ پیر کے دن مسجد قبلتین میں نماز ظہر کی حالت میں تبدیلی قبلہ کا واقعہ ہوا۔ رب نے آئندہ ہونے والے اعتراض کو معہ جواب پہلے ہی ذکر فرمادیا۔ ۳۔ یعنی بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے تھے اب کعبہ کی طرف کیوں پھر گئے۔ معلوم ہوا کہ جو شخص دینی مسائل کی حکمتیں نہ سمجھ سکے اور بے جا اعتراض کرے وہ احمق بیوقوف ہے اگرچہ دنیاوی کاموں میں کتنا ہی چالاک ہو ۴۔ یعنی ہم مشرق و مغرب کے پجاری نہیں۔ کہ سمتوں پر اڑے رہیں۔ ہم تو رب کے عابد ہیں وہ جدھر منہ کرنے کا ہم کو حکم دے ہم ادھر ہی منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں ۵۔ حضور کی امت زمانہ کے لحاظ سے سب سے پیچھے ہے اور درجہ کے لحاظ سے درمیانی' یعنی افضل جیسے دائرے میں مرکز یا پہیہ میں دھرا۔ یا تاروں میں سورج یا ہار کے بیچ میں بڑا پھول یا مسجد کا محراب نیز اس دین میں نہ دین موسوی کی طرح سختی ہے اور نہ دین عیسوی کی طرح نرمی۔ ہر چیز درمیانی ہے۔ ۶۔ اس سے بہت مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ جس کو مسلمان ولی کہیں وہ ولی ہے دوسرے یہ کہ مسلمان جس چیز کو بہتر اور مستحب جانیں وہ مستحب ہے لہذا حضور غوث پاک کی ولایت حق ہے۔ محفل میلاد وغیرہ مستحب ہے کہ اس پر مسلمانوں کی گواہی قائم ہے۔ تیسرے یہ کہ مسلمانوں کا اجماع شرعی دلیل ہے چوتھے یہ کہ خلفاء راشدین کی خلافت برحق ہے کیونکہ مسلمانوں نے اسے حق جانا اور ان کی خلافتوں پر مسلمان متفق ہوئے۔ ۷۔ قیامت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے تقوی و طہارت کی بھی گواہی دیں گے۔ کہ یہ لوگ گواہی کے لائق ہیں فاسق نہیں اسی لئے عَلَیْکُمْ فرمایا۔ اور حضور کی یہ گواہی سنی سنائی نہ ہوگی کیونکہ سنی گواہی تو مومنین دے چکے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور نے تمام انبیاء کے حالات آنکھوں سے دیکھے اور اپنی امت کے ہر ظاہر و باطن حال کا مشاہدہ فرما رہے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ جنتی ہیں۔ کیونکہ حضور نے ان کے جنتی ہونے کی گواہی دی۔ خیال رہے' کہ قیامت میں دیگر انبیاء کی قومیں ان بزرگوں کی تبلیغ کا انکار کریں گی تو

ربع

سَيَقُولُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ
اب کہیں گے ۱ بے وقوف لوگ ۲ کس نے پھیر دیا مسلمانوں کو ان کے
قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ۭ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ
اس قبلہ سے جس پر تھے ۳ تم فرما دو کہ پورب پچھم سب
الْمَغْرِبُ ۭ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾
اللہ ہی کا ہے ۴ جسے چاہے سیدھی راہ چلاتا ہے۔
وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى
اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل ۵ کہ تم لوگوں پر گواہ ہو ۶
النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۭ وَمَا جَعَلْنَا
اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ ۷ اور اے محبوب تم پہلے
الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ
جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی
الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ۭ وَاِنْ كَانَتْ
کرتا ہے (اور) کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے ۔ اور بے شک یہ
لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ
بھاری تھی مگر ان پر جنہیں اللہ نے ہدایت کی ۸ اور اللہ کی شان نہیں کہ
لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾
تمہارا ایمان اکارت کرے ۹ بے شک اللہ آدمیوں پر بہت مہربان مہر والا ہے ۱۰
قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ
ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا ۱۱ آسمان کی طرف منہ کرنا ۱۲ تو ضرور ہم
قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ
تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے ۱۳ ابھی اپنا منہ پھیر دو

حضور کی امت ان انبیاء کے حق میں گواہی دے گی اور حضور اپنی امت کی تصدیق فرمائیں گے' اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقدمہ کی تحقیقات حاکم کی بے علمی کی دلیل نہیں کہ رب قیامت میں تحقیقات کے بعد فیصلہ فرمائے گا۔ اس سے بہت سے مسائل مستنبط ہوتے ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض صورتوں میں سن کر بھی گواہی دی جاسکتی ہے کیونکہ حضور کی امت حضور سے سن کر ہی یہ گواہی دے گی۔ شہید کے معنی گواہ بھی ہیں اور مطلع و نگہبان بھی۔ رب فرماتا ہے وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ لہذا مترجم کے یہ دونوں معنی بہت ہی مناسب ہیں ۸۔ تبدیلی قبلہ پر بہت سے ضعیف الاعتقاد اسلام سے پھر گئے' منافقین نے اسلام پر اعتراض شروع کر دیئے۔ پختہ اعتقاد والے قائم رہے' ان کا یہاں ذکر فرمایا گیا ۹۔ یہاں ایمان سے مراد نماز ہے یعنی جو لوگ تبدیلی قبلہ سے پہلے فوت ہو گئے ان کی تمام نمازیں اور

(بقیہ صفحہ ۳۳) تمہاری بھی وہ نمازیں جو بیت المقدس کی طرف ہوئیں سب قبول ہیں۔ نماز دلیل ایمان ہے اس لئے اسے ایمان فرمایا گیا ۱۰۔ شان نزول۔ تبدیلی قبلہ کے بعد بعض صحابہ نے عرض کیا کہ حضور جو صحابہ تبدیلی قبلہ سے پہلے وفات پا گئے ان کی نمازیں نیز ہماری پچھلی نمازوں کا کیا حال ہے جو بیت المقدس کی طرف پڑھی گئیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ ان نمازوں کا ثواب ملے گا ۱۱۔ شان نزول۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شوق تھا کہ ہمارا قبلہ کعبہ ہو جائے ایک دن نماز کی حالت میں حضور بجائے زمین' آسمان کو ملاحظہ فرما رہے تھے انتظار وحی میں کہ اب تبدیلی قبلہ کا حکم آ جائے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں وہ نقشہ دکھایا گیا یہاں سے معلوم ہو رہا ہے کہ تبدیلی قبلہ حضور کی خواہش کی بناء پر ہے جب حضور کی خواہش سے کعبہ' قبلہ بن سکتا ہے تو اگر حضور مجھ جیسے گنہگار کی بخشش چاہیں تو خدا ضرور بخش دے گا ۱۲۔ یعنی آپ انتظار وحی میں عین نماز کی حالت میں آسمان کی طرف دیکھتے ہیں ہم آپ کا یہ دیکھنا محبت سے دیکھ رہے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا نماز میں وحی کے انتظار میں آسمان کو دیکھنا مکروہ نہیں ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ ۱۳۔ معلوم ہوا کہ قبلہ کعبہ بننے میں حضور کا محتاج ہے' جب کعبہ حضور کا محتاج ہوا تو تمام مخلوق رحمت الٰہی ملنے میں حضور کی دست نگر ہے۔ معلوم ہوا کہ تمام جہان رب کی رضا چاہتا ہے اور خود رب تعالیٰ حضور کو راضی فرماتا ہے، وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

۱۔ یعنی ابھی نماز کی حالت میں اپنا منہ کعبہ کی طرف موڑو۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ نماز میں کعبہ کو منہ کرنا فرض ہے مگر دور والوں کے لئے سمت کعبہ کو منہ کرنا کافی ہے مکہ والوں کو عین کعبہ کی طرف جیسا کہ شطرہ سے معلوم ہوا۔ ۳۔ کیونکہ ان کی کتابوں میں حضور کے حالات طیبہ میں یہ بھی ہے کہ آپ امام القبلتین ہوں گے اگرچہ بظاہر انکار کرتے ہیں مگر ان کے دل جانتے ہیں تو یہ تبدیلی قبلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حسد ہے۔ معلوم ہوا کہ جس سینہ میں حضور کا کینہ ہے وہ کبھی ہدایت پر نہیں آ سکتا اسے قرآن و معجزات دلائل عقلی و نقلی مفید نہیں ہو سکتے ۵۔ یعنی اب تم کو بیت المقدس کی طرف نہ پھیرا جاوے گا۔ بلکہ کعبہ تمہارا قبلہ ہمیشہ رہے گا لہٰذا یہ آیت ان محکمات سے ہے جن کا نسخ نہیں ہو سکتا۔ ۶۔ یہود و نصاریٰ دونوں بیت المقدس کو قبلہ مانتے ہیں مگر یہود صخرہ کو اور عیسائی اس کے مشرقی مکان کو جہاں حضرت مریم حاملہ ہوئیں ۷۔ اس طرح کہ نہ تو یہود عیسائیوں کے قبلہ کو مانیں نہ عیسائی یہود کے قبلہ کی طرف رخ کریں۔ وہ آپس میں بھی متفق نہیں۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ عالم کا گناہ جاہل کے گناہ سے زیادہ خطرناک ہے اور عالم کا جہلاء کی خوشامد کرنا ان کا تابع بن جانا تباہی کا باعث ہے کیونکہ یہاں علم کی قید لگائی گئی۔ علم بڑی چیز ہے ۹۔ حضور کی پہچان ایمان نہیں بلکہ حضور کا ماننا ایمان ہے' جاننے اور ماننے میں بڑا فرق ہے' یہاں حضور کی پہچان کو بیٹے کی پہچان سے تشبیہ دی گئی حالانکہ حضور تو باپ کی مثل ہیں' اس کی دو وجہ ہیں ایک یہ کہ باپ اپنے بیٹے کو دلائل سے جانتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور بیٹا اپنے باپ کو محض سن کر' دوسرے یہ کہ باپ اپنے بیٹے کو پیدائش سے پہلے ہی جانتا ہے مگر بیٹا اپنے باپ کو ہوش سنبھالنے کے بعد جانتا ہے' یہ کفار حضور کو پیدائش سے پہلے ہی دلائل سے پہچانتے تھے' ۱۰۔ علماء یہود کا وہی حاسد گروہ ہے جو حضور کے اوصاف کو چھپاتا تھا اور حق پسند علماء یہود حضور پر ایمان لائے۔ جیسے سیدنا عبد اللہ ابن سلام، کعب احبار وغیرہ اس سے معلوم ہوا کہ علماء کا گناہ عوام کے گناہ سے سخت تر ہے ۱۱۔ یعنی قرآن شریف یا حضور کے سارے احکام و فرمان یا تبدیلی قبلہ یا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہ حضور کا

الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ

مسجد حرام کی طرف ۱ اور اے مسلمانو تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو ۲

وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ

اور وہ جنہیں کتاب ملی ہے ضرور جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف

مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَلَىِٕنْ

سے حق ہے ۳ اور اللہ ان کے کوتکوں سے بے خبر نہیں اور اگر

اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا

تم ان کتابیوں کے پاس ۴ ہر نشانی لے کر آؤ وہ تمہارے قبلہ کی

قِبْلَتَكَ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ

پیروی نہ کریں گے ۵ اور نہ تم ان کے قبلہ کی پیروی کرو ۶ اور وہ آپس میں بھی

بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ

ایک دوسرے کے قبلہ کے تابع نہیں ۷ اور (اے سننے والے کسے باشد) اگر تو ان کی

مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ

خواہشوں پر چلا بعد اس کے کہ تجھے علم مل چکا تو اس وقت تو ضرور

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰھُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ

ستم گار ہو گا ۸ جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے

كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاۗءَھُمْ ۭ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ

بیٹوں کو پہچانتا ہے ۹ اور بے شک ان میں ایک گروہ جان بوجھ کر

الْحَقَّ وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ

حق چھپاتے ہیں ۱۰ (اے سننے والے) یہ حق ہے ۱۱ تیرے رب کی طرف سے (یا حق وہی ہے

مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ ھُوَ مُوَلِّيْهَا

جو تیرے رب کی طرف سے ہو) تو خبردار تو شک نہ کرنا اور ہر ایک کیلئے توجہ کی ایک سمت ہے

وقف لازم — وقف منزل — ع ۱۷

(بقیہ صفحہ ۳۴) کھانا پینا چلنا پھرنا سونا جاگنا ہر حال میں حق ہے اور رب کی طرف سے ہے اسی لئے حضور کے کسی فعل شریف پر اعتراض کفر ہے۔ خود فرماتے ہیں۔ اُكْتُبْ فَاِنَّهٗ لَا يَخْرُجُ مِنْهُ اِلَّا الْحَقُّ (میری ہر بات لکھو کیونکہ اس منہ سے حق ہی نکلتا ہے) سبحان اللہ۔

۱۔ یعنی جسم کا قبلہ کعبہ ہے دل کا قبلہ رخ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نفس کا قبلہ ابلیس اور دنیا۔ یا ہر قوم کا قبلہ علیحدہ ہے۔ جس کی طرف وہ عبادت میں رخ کرتا ہے
۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین کے کاموں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرنا اچھی چیز ہے' نیکیوں میں حرص محمود ہے دنیا میں حرص مذموم۔ مسئلہ

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۛؕ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ

کہ وہ اسی کی طرف منہ کرتا ہے ۱ تو یہ چاہو کہ نیکیوں میں اوروں سے آگے نکل جائیں ۲ تم

جَمِيْعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۴۸﴾ وَمِنْ حَيْثُ

کہیں ہو اللہ تم سب کو اکٹھا لے آئے گا ۳ بے شک اللہ جو چاہے کرے اور جہاں سے آؤ ۴

خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ

اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو

وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۹﴾

اور وہ ضرور تمہارے رب کی طرف ۵ سے حق ہے۔ اور اللہ تمہارے کاموں سے غافل نہیں

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ

اور اے محبوب تم جہاں سے آؤ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو ۶

الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۙ

اور اے مسلمانو تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو

لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۙۗ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

کہ لوگوں کو تم پر کوئی حجت نہ رہے ۷ مگر جو ان میں ناانصافی

مِنْهُمْ ۗ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِیْ ۗ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِیْ عَلَيْكُمْ

کریں ۸ تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور یہ اس لئے ہے کہ میں اپنی نعمت

وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ۙ كَمَاۤ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ

تم پر پوری کروں اور کسی طرح تم ہدایت پاؤ ۹ جیسا ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے ۱۰

يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ۱۱ اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے ۱۲

وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ؕ فَاذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ

اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا ۱۳ تو میری یاد

جو صف اول میں بیٹھا ہو۔ اور پیچھے آنے والے کو اپنی جگہ دے دے تو اگر دینی لحاظ سے یہ احترام ہے۔ تو جائز ہے ورنہ نہیں ۳۔ یا اس طرح کہ قیامت میں اول اول سب مومن و کافر ایک جگہ جمع کر دیئے جائیں گے اسی لئے اسے حشر کہتے ہیں یا اس طرح کہ قیامت میں آخر وقت ہر شخص اپنی جماعت کے ساتھ ہو گا۔ کافر کفار کے ساتھ' مومن مومنین کے ساتھ' اسی لئے قیامت کو یوم الفصل کہتے ہیں' رب فرمائے گا وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۴۔ یعنی شہر کے کسی گلی کوچہ میں ہو نماز میں منہ کعبہ کی طرف کرے یا جس جگہ بھی سفر یا حضر میں تم ہو منہ کعبہ ہی کو کرو۔ ۵۔ کیونکہ گزشتہ آسمانی کتب میں نبی آخر الزمان کی علامت یہ بھی ہے کہ وہ نبی الحرمین امام القبلتین ہوں گے تو جیسے آپ کا ہجرت فرمانا ضروری تھا ویسے ہی آپ کے لئے تبدیلی قبلہ لازم تھی تاکہ وہ خبر پوری ہو جائے' چاہیے تو یہ تھا کہ اس علامت کو دیکھ کر یہود و نصاریٰ ایمان لے آتے لیکن وہ الٹے اور حجت بازی کرتے ہیں ۶۔ یعنی جس وقت بھی تم نکلو تو کعبہ ہی کو منہ کرو۔ یا سفر میں جہاں کہیں ہو تو کعبہ کو منہ کرو لہٰذا پہلے حیث میں جگہ کا عموم ہے اور یہاں مِنْ حَيْثُ میں وقت کی تعمیم ہے' یا پہلے مِنْ حَيْثُ میں مدینہ منورہ کے گلی کوچوں کی تعمیم ہے اور یہ مِنْ حَيْثُ دوسرے شہروں یا جنگل کی تعمیم کے لئے' یا پہلے مِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ میں حضور سے خطاب ہے اور یہاں ہر مسلمان سے لہٰذا آیت میں تکرار بالکل نہیں کئی طرح فرق ہو سکتا ہے' ۷۔ یعنی مشرکین مکہ کو اب یہ طعنہ دینے کا موقع نہ رہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود کو ابراہیمی کہتے ہیں مگر ابراہیمی قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھتے ۸۔ لہٰذا ان کے جہلاء اب بھی یہ طعنہ دیں گے کہ ان مسلمانوں کا کوئی اعتبار نہیں کبھی کسی کو قبلہ بناتے ہیں اور کبھی کسی کو ایسے لوگوں کی پروا نہ کرو۔ یہ تو طعنے دیتے ہی رہیں گے اس سے معلوم ہوا کہ دین پر عمل کرنے میں کسی کے طَعْن وَتَشْنِيع کا خیال نہ کرنا چاہیے۔ جو شخص چھوٹی ہوئی سنت جاری کرے سو شہیدوں کا ثواب پائے گا کیونکہ شہید ایک مرتبہ زخم کھا کر فوت ہو جاتا ہے مگر یہ شخص ہمیشہ زبانوں کے زخم کھاتا رہتا ہے۔ ۹۔ یعنی تبدیلی قبلہ اس لئے ہوئی کہ تم پر نعمت پوری ہو کہ تمام امتیں تو ایک قبلہ کو رخ کرتی رہیں تمہارے قبلہ دو ہو جائیں ۱۰۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی تشریف آوری رب العالمین کی اعلیٰ نعمت ہے۔ رب نے فرمایا لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ الخ۔ دوسرے یہ کہ حضور سارے جہان کے نبی ہیں کیونکہ رسول میں کوئی قید نہیں کہ کس کے' رب فرماتا ہے لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا تیسرے یہ کہ نوع انسان کی عزت حضور کے ان میں تشریف لانے کی وجہ سے بڑھ گئی انسان تمام مخلوق سے افضل ہے حضور کی باعث جیسا کہ "مِنْكُمْ" سے معلوم ہوا۔ چوتھے یہ کہ قرآن کی تلاوت' قرآن کے اسرار و احکام' قرآن کے فیوض و برکات سب حضور سے ملتے ہیں جیسا کہ يَتْلُوْا

(بقیہ صفحہ ۳۵) عَلَيْكُمْ سے معلوم ہوا۔ جس نے حضور کو چھوڑا اس نے قرآن کو قطعاً" چھوڑ دیا۔ پانچویں یہ کہ قرآن کے ساتھ حدیث بھی ضروری ہے اسی لئے کتاب کے بعد حکمت یعنی حدیث کا ذکر فرمایا۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ پاکی صرف اعمال سے نہیں ملتی بلکہ نظرپاک مصطفوی سے ملتی ہے رب فرماتا ہے خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا ۱۲۔ معلوم ہوا کہ حضور نے صحابہ کرام کو تمام امور غیبیہ بتادیئے جیسا کہ بخاری شریف کی روایت ہے' کسی کو یاد رہے کسی کو نہ رہے' یا حضور نے تمام مسائل شرعیہ سے واقف کردیا مگر پہلے معنی زیادہ ظاہر ہیں۔ کیونکہ مسائل شرعیہ تو کتاب و حکمت کی تعلیم میں آگئے۔ اس سے علوم غیبیہ ہی مراد ہونے چاہئیں۔

وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ﴿١٥٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

کرو میں تمہارا چرچا کروں گا[۱] اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو[۲] اے ایمان والو

اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٣﴾

صبر اور نماز سے مدد چاہو[۳] بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے[۴]

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ

اور جو خدا کی راہ میں[۵] مارے جائیں[۶] انہیں مردہ نہ کہو[۷] بلکہ

أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ﴿١٥٤﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ

وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں[۸] اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے

الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ

کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں

وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٥﴾ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ

کی کمی سے[۹] اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے

مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿١٥٦﴾ أُولَٰئِكَ

تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا[۱۰] یہ لوگ ہیں

عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ

جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت[۱۱] اور یہی لوگ

الْمُهْتَدُونَ ﴿١٥٧﴾ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ ۖ

راہ پر ہیں۔ بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانوں سے ہیں[۱۲]

فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ

تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں[۱۳] کہ ان دونوں کے پھیرے

بِهِمَا ۚ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ﴿١٥٨﴾ إِنَّ

کرے[۱۴] اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے[۱۵]

۱۔ یعنی مجھے زبان سے دل سے' اعضاء سے یاد کرو۔ لہٰذا اس میں تمام عبادات آگئیں پھر تم مجھے اپنی زندگی میں یاد کرو میں تمہیں بعد موت یاد کروں گا کہ دنیا تم پر فدا ہو گی۔ جیسا کہ اولیاء اللہ کی قبور پر رونق دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے' یا تم مجھے گناہ کر کے توبہ سے یاد کرو میں تمہیں مغفرت سے یاد کروں گا۔ تم مجھے خلوت یا جلوت میں یاد کرو۔ میں تمہیں اسی طرح یاد کروں گا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے غرضیکہ یہ آیت بہت جامع ہے ۲۔ جب کفر شکر کے مقابل ہو تو اس کے معنی ناشکری ہیں اور جب اسلام یا ایمان کے مقابل ہو تو اس کے معنی بے ایمانی ہے یہاں ناشکری مراد ہے ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار پر نماز فرض نہیں اسی لئے نو مسلم پر کفر کے زمانہ کی نمازیں قضا کرنا واجب نہیں ہوتیں۔ دوسرے یہ کہ خاص مصیبت میں خاص نماز پڑھنا بہتر ہے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ صابر مومن شاکر سے افضل ہے کیونکہ شاکر کے لئے زیادتی نعمت کا وعدہ ہے کہ ارشاد ہوا لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ مگر صابر کے ساتھ رب ہے صبر کی بہت سی قسمیں ہیں مصیبت پر صبر' اللہ کی اطاعت پر صبر یعنی استقامت وغیرہ ۵۔ شان نزول یہ آیت کریمہ شہداء کے حق میں نازل ہوئی۔ بعض لوگ ان کی شہادت پر افسوس کرتے ہوئے کہتے تھے کہ وہ لوگ شہید ہو کر نعمتوں سے محروم ہو گئے۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ انہوں نے فانی زندگی اللہ کی راہ میں قربان کر کے دائمی زندگی حاصل کر لی ۶۔ جو مسلمان ظلماً قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔ ان میں سے جو دین کی حفاظت کرتا ہوا قتل ہو وہ بہت اعلیٰ درجہ والا ہے مگر یہ حیات ابدی ہر شہید کو عطا ہوتی ہے نبی کی زندگی ان سے بھی زیادہ قوی ہے کہ ان کا مال وارث میں تقسیم نہیں ہوتا۔ ان کی بیویاں نکاح نہیں کر سکتیں ۷۔ یعنی نہ زبان سے انہیں مردہ کہو نہ دل سے ان کے مردہ ہونے کا اقرار کرو۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۸۔ یعنی شہدا کی زندگی احساس دنیاوی نہیں اسی لئے ان پر شرعی احکام مردے کے سے جاری ہوتے ہیں۔ جیسے قبر' دفن' تقسیم میراث' ان کی بیویوں کا نکاح بعد عدت اور جگہ کر سکنا ۹۔ یعنی اللہ کا ڈر۔ رمضان کی بھوک۔ زکوٰۃ کے ذریعہ مال کا کم ہونا۔ اولاد جو دل کا پھل ہے اس کا مرجانا۔ یہ سب مومن کا امتحان ہے اور بھی اس کی بہت تفسیریں ہیں ۱۰۔ یعنی ایسے صابروں پر اللہ کی عام رحمتیں بھی ہیں اور خاص بھی ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جس چیز کو صالحین سے نسبت ہو جائے وہ چیز عظمت والی بن جاتی ہے' صفا مروہ پہاڑ حضرت ہاجرہ کے قدم کی برکت سے اللہ کی نشانی بن گئے دوسرے یہ کہ معظم چیزوں کی تعظیم و توقیر دین میں داخل ہے اسی لئے صفا مروہ کی سعی حج میں شامل ہوئی۔ تیسرے یہ کہ برکت والے مقام پر اگر گناہ ہونے لگیں تو گناہوں کو مٹاؤ مگر ان مقامات کو معظم سمجھو کہ یہ دونوں پہاڑ

(بقیہ صفحہ ۳۶) باوجود بت رکھے جانے کے اسلام میں عظمت والے رہے ۱۲۔ بلکہ سعی نہ کرنے میں گناہ ہے کیونکہ صفا مروہ کی سعی واجب ہے' یعنی بت پرستوں کی بدمعاشی کی وجہ سے تم سعی نہ چھوڑو ۱۳۔ شان نزول' زمانہ جاہلیت میں صفا مروہ پہاڑوں پر دو بت اساف' نائلہ رکھے گئے تھے' کفار حج میں ان پہاڑوں کی سعی کرتے وقت ان بتوں کی قدم بوسی کرتے تھے' فتح مکہ پر یہ بت بھی یہاں سے ہٹا دیئے گئے مگر مسلمانوں کو صفا مروہ کی سعی گراں گزری کہ یہ فعل کفار سے مشابہ تھا۔ انہیں سمجھانے کے لئے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ تم یہ نہ دیکھو کہ یہاں بت رکھے گئے تھے بلکہ یہ دیکھو کہ ان پر حضرت ہاجرہ کے قدم پڑے جن کی برکت سے یہ پہاڑ شعائر اللہ بن گئے چونکہ ان بزرگوں نے اس سعی کو گناہ سمجھا تھا اس لئے ارشاد ہوا کہ سعی گناہ نہیں بلکہ سعی واجب ہے کہ نہ کرنا گناہ ہے ۱۴۔ یعنی جو نفلی عمرہ یا نفلی حج یا نفلی طواف کرے' تو رب اس کو ثواب دے گا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نفل ادا کرنے پر ثواب ہے نہ کرنے پر عذاب نہیں' دوسرے یہ کہ اللہ کے شکر کے معنی ہیں اپنے شاکر بندوں کے شکر کی جزا عطا فرمانا۔ جیسے اللہ کی توبہ کے معنی ہیں توبہ قبول فرمانا۔ اسی لئے اسے تواب کہا جاتا ہے۔

الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى

بے شک وہ جو ہماری اتاری ہوئی روشن باتوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں

مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ

بعد اس کے کہ لوگوں کے لئے ہم اسے کتاب میں واضح فرما چکے ان پر اللہ کی

اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا

لعنت ہے اور لعنت کرنے والوں کی لعنت مگر وہ جو توبہ کریں اور سنواریں

وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۰﴾

اور ظاہر کریں تو میں ان کی توبہ قبول فرماؤں گا اور میں ہی ہوں بڑا توبہ قبول فرمانے والا مہربان

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ

بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا اور کافر ہی مرے ان پر

لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ خٰلِدِيْنَ

لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی ہمیشہ رہیں گے

فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۱۶۲﴾

اس میں نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ انہیں مہلت دی جائے

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۳﴾

اور تمہارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات و دن کا بدلتے آنا

وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ

اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے

النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ

اور وہ جو اللہ نے آسمان سے پانی اتار کر مردہ زمین کو

۱۔ شان نزول۔ یہ آیت ان علماء یہود کے متعلق نازل ہوئی جو توریت شریف کے احکام اور نعت مصطفوی کی آیتیں چھپاتے تھے۔ ۲۔ دینی مسائل کا چھپانا گناہ ہے خواہ اس طرح کہ ضرورت کے وقت بتائے نہ جائیں یا اس طرح کہ غلط بتائے جائیں۔ یہ دونوں گناہ علماء یہود کرتے تھے۔ کہ حضور کی نعت بتاتے نہ تھے۔ اور زنا کی سزا بدل دیتے تھے کہ بجائے رجم کے منہ کالا کراتے تھے ۳۔ خیال رہے کہ شریعت کا چھپانا گناہ ہے اور طریقت کا نااہل لوگوں پر ظاہر کرنا برا ہے کیونکہ شریعت عام لوگوں کے لئے بیان کی گئی اور طریقت خاص لوگوں کے لئے توبہ کے لئے گناہ کا کفارہ کرنا ضروری ہے کیونکہ آیات چھپانے والوں کے متعلق ارشاد ہوا کہ گزشتہ پر نادم ہوں آئندہ اپنا حال درست کریں اور چھپائی ہوئی آیتیں ظاہر کردیں' تب ان کی توبہ قبول ہوگی صرف توبہ توبہ کہہ لینا کافی نہیں ۴۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ ہر گناہ سے ہر وقت توبہ ہو سکتی ہے کیونکہ تابوا میں گناہ یا وقت کی قید نہیں' ہاں نزع کی حالت میں عذاب الٰہی دیکھ کر کفر سے توبہ قبول نہیں' رب نے فرعون سے فرمایا آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ اور فرمایا وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ عَلَى الَّذِيْنَ ۵۔ مسئلہ جس کے کفر پر مرنے کا یقین نہ ہو اس پر لعنت نہ کی جائے نیز فاسق کا نام لے کر لعنت جائز نہیں ہاں وصف کے ساتھ لعنت کر سکتے ہیں' رب فرماتا ہے لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۶۔ یا تو ناس سے مراد مسلمان ہیں یا اس میں آخرت کا ذکر ہے کہ قیامت میں خود کافر بھی کفار پر لعنت کریں گے دوست دشمن ہو جائیں گے ۷۔ معلوم ہوا کہ کافر کو دوزخ میں جتنی تکلیف اول مرتبہ ہوگی اتنی ہی ہمیشہ رہے گی گنہگار مومن کا یہ حال نہ ہوگا اس کا عذاب ہلکا ہو جائے گا ۸۔ یعنی کفار کو کبھی عذاب سے چھٹی نہ ملا کرے گی یا پھر انہیں نیک اعمال کی یا توبہ کی مہلت نہ دی جائے گی۔ خیال رہے کہ یہ عام کفار کا حال ہے جو دوزخ میں پہنچے ہوں گے' بخاری شریف کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر میں ابولہب کو پیر کے دن عذاب ہلکا ہوتا ہے کیونکہ اس نے اس دن حضور کی ولادت کی خبر پاکر اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔ اور ثویبہ نے حضور کو دودھ پلایا تھا۔ یہ حکم خصوصی ہے۔ ۹۔ چونکہ رب کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے۔ اس لئے ایسے مواقع میں رحمت ہی کا ذکر فرماتا ہے۔ عمومی رحمت کے لحاظ سے وہ رحمان اور خصوصی رحمت کی وجہ سے وہ رحیم ہے کہ

(بقیہ صفحہ ۳۷) کبھی چھوٹی کبھی بڑی کبھی ٹھنڈی کبھی گرم کبھی اندھیری کبھی چاندنی کبھی آرام کبھی تکلیف۔ ۱۰۔ شان نزول۔ کفار نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توحید الٰہی کے دلائل پوچھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۱۔ یعنی کشتیاں تجارتی سامان اور خود تاجروں کو اور ان کے بوجھل اسباب کو لے کر دریا سے پار ہو جاتی ہیں ڈوبتی نہیں۔ حالانکہ پانی میں بوجھل چیز ڈوب جانی چاہیے۔ خیال کرنا چاہیے۔ کہ جیسے لکڑی کے سہارے لوہا تیرتا ہے۔ انشاء اللہ حضور کے سہارے ہم گنہگار تیر جائیں گے۔ ۱۲۔ یعنی آسمان کی طرف سے اس طرح کہ سمندر کا پانی سورج کی گرمی سے بھاپ بن کر اوپر گیا۔ وہاں جم کر بادل بنا اور پھر ٹھنڈک سے زمین پر ٹپک پڑا۔ لہٰذا

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّ

اس سے جلا دیا ؎ اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور

تَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ

ہواؤں کی گردش اور وہ بادل کہ آسمان و زمین کے بیچ میں حکم کا باندھا

وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ

ہے ؎ ان سب میں عقلمندوں کے لئے ضرور نشانیاں ہیں ؎ اور کچھ

يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ

لوگ اللہ کے سوا اور معبود بنا لیتے ہیں کہ انہیں اللہ کی طرح محبوب رکھتے ہیں ؎

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا

اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں ؎ اور کیسے ہو اگر دیکھیں ظالم وہ

اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ

وقت جب کہ عذاب ان کی آنکھوں کی سامنے آئے گا اس لئے کہ سارا زور خدا کو ہے اور اس

شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ

لئے کہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہے جب بیزار ہوں گے پیشوا اپنے

الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ

پیروؤں سے ؎ اور دیکھیں گے عذاب اور کٹ جائیں گی ان کی

الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً

سب ڈوریں ؎ اور کہیں گے پیرو کاش ہمیں لوٹ کر جانا ہوتا (دنیا) میں ؎

فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ

تو ہم ان سے توڑ دیتے جیسے انہوں نے ہم سے توڑ دی یوں ہی اللہ انہیں دکھائے گا

اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ

ان کے کام ان پر حسرتیں ہو کر ؎ اور وہ دوزخ سے نکلنے والے نہیں ؎

آیت پر کوئی اعتراض نہیں' یا یہ معنی ہیں کہ پانی کا خزانہ اگرچہ سمندر ہے جو زمین پر ہے مگر پانی کا ٹکسال جہاں پانی بنتا ہے' وہ آسمان ہے لہٰذا بارش آسمان سے ہی آتی ہے۔ رب فرماتا ہے وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ

۱۔ جیسے کہ زمین اپنی پیداوار میں آسمان کے پانی کی حاجت مند ہے۔ ایسے ہی مخلوق نگاہ پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محتاج ہے کہ کسی کی کوئی نیکی ان کے وسیلے کے بغیر قبول نہیں ہوتی۔ ہمارے اعمال تخم ہیں اور رضا مصطفوی رحمت کی بارش ۲۔ یہ کہ بادل ہوا وغیرہ تابع فرمان ہیں ہمیشہ تمہارے کام میں لگے ہیں' تم کو چاہیے کہ ہر حال میں اللہ و رسول کے تابع فرمان رہو۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم سائنس' علم ریاضی' ہیئت وغیرہ سیکھنا' رب کی معرفت حاصل کرنے کے لئے اچھا ہے۔ بشرطیکہ ان علوم کو دین کا خادم بنایا جائے اس سے پتہ لگانا چاہیے کہ جب زمانہ کو قرار نہیں۔ قومیں اور اشخاص ترقی و تنزل کے منازل سے گزرتے رہیں گے ۴۔ اس طرح کہ ان سے الوہیت کی طرح محبت کرتے ہیں جیسی محبت رب سے ہونی چاہیے وہ ان سے کرتے ہیں کیونکہ انہیں اللہ مانتے ہیں۔ مومن بندوں سے الوہیت کی محبت نہیں کرتا ۵۔ محبت کی بہت سی قسمیں ہیں سب میں قوی الوہیت اور بندگی والی محبت ہے۔ نبی سے نبوت کی محبت ولی سے ولایت کی محبت' باپ سے ابوت کی محبت' یہ سب اللہ کی محبت کے بعد ہیں ۶۔ مرنے کے بعد برزخ میں یا قیامت میں' یعنی اگر کفار اس عذاب کا خیال رکھیں تو کفر نہ کریں اور یقین کرلیں کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ پیشواؤں کا تابعین سے بیزار ہونا کفار کا عذاب ہے' نبی اپنے گنہگار امتی سے انشاء اللہ بیزار نہ ہوں گے بلکہ شفاعت کریں گے وہ جو حدیث میں آیا کہ میں زکوٰۃ نہ دینے والے کی شفاعت نہ کروں گا اس سے مراد منکر زکوٰۃ ہے' یا یہ کلام ڈرانے کے لئے ہے' ورنہ سرکار خود فرماتے ہیں کہ میری شفاعت گناہ کبیرہ والوں کے لئے بھی ہو گی اور وہ جو حدیث شریف میں آیا کہ تارک سنت شفاعت سے محروم ہے اس سے مراد بلندی درجات کی شفاعت ہے نہ کہ گناہ کی معافی والی شفاعت' لہٰذا آیات و احادیث میں تعارض نہیں ۷۔ قیامت میں کفار کے رشتے اور نسب کام نہ آئیں گے مسلمانوں کے کام آئیں گے قرآن کریم فرماتا ہے اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَاۤ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ اس لئے مسلمانوں کے چھوٹے بچے جنت میں ہوں گے اپنے ماں باپ کے ساتھ کیونکہ اسباب کا منقطع ہو جانا کافروں کے عذاب میں ذکر ہوا ۸۔ مومن مرنے کے بعد دنیا میں لوٹ کر آنے کی تمنا کبھی نہ کرے گا وہ تو دنیاوی تکالیف سے چھوٹ گیا۔ یہ تمنا کفار کے لئے خاص ہے کیونکہ جو بات کفار کے عذاب کے سلسلہ میں بیان ہو مومن کو اس سے واسطہ نہیں ۹۔ یعنی قیامت میں تابع کفار اپنے سرداروں کی بیزاری دیکھ کر آرزو کریں گے کہ کاش اب ہم اور یہ دنیا میں پھر واپس جائیں تو ان سے اس بیزاری کا بدلہ لیں کہ کبھی ان کی

(بقیہ صفحہ ۳۸) پیروی نہ کریں ۱۰۔ مومن کے اعمال انشاء اللہ قیامت میں اس کیلئے باعث حسرت نہ ہوں گے بلکہ باعث مسرت ہوں گے' اس طرح کہ ان کی نیکیاں مقبول ہوں گی' اور اکثر کے گناہ مغفور ہوں گے اگرچہ گنہگار حسرت کریں گے مگر کفار جیسی حسرت نہ ہوگی کافر کی نیکیاں بھی حسرت کا باعث ہوں گی کہ قبول نہ ہوں گی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ گنہگار مومن کو دوزخ میں ہمیشگی نہیں۔

ا۔ یہ آیت ان مشرکین کے متعلق آئی جو بتوں پر چھوٹے ہوئے جانوروں بحیرہ' سائبہ وغیرہ کا کھانا حرام سمجھتے تھے مقصد یہ ہے کہ ان جانوروں کا کھانا حرام نہ سمجھو اور مسلمان ہو جاؤ' حلال و طیب چیزیں کھاؤ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کھانا بھی حکم خداوندی ہے جو بھوکا رہ کر جان دے دے وہ گنہگار ہے۔ لہٰذا بھوک ہڑتال کرنا یا مرن برت رکھنا حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ حلال روزی کھانا ضروری ہے حرام کھانا منع ہے۔ حضور نے حضرت سعد سے فرمایا کہ اے سعد خوراک پاک کرو مقبول الدعاء بن جاؤ۔ تیسرے یہ کہ ولایت یہ نہیں کہ انسان حلال چیزوں کو اپنے پر حرام کرے بلکہ حرام سے بچنے کا نام ولایت ہے۔ چوتھے یہ کہ اولیاء اللہ کے نام پر پالا ہوا جانور حرام نہیں حلال ہے جب وہ رب کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ پانچویں یہ کہ کفار مومن ہونے کے بعد شرعی احکام کے مکلف ہوتے ہیں لہٰذا ہم کافروں کو شریعت پر عمل کرنے کے لئے مجبور نہیں کر سکتے ۲۔ جس چیز کو رب یا اس کے رسول نے حرام نہ فرمایا ہو وہ حلال ہے۔ اصل اشیاء میں اباحت ہے کیونکہ رب نے بے قید ان سب کو حلال طیب فرمایا ۳۔ یعنی تم جو کہتے ہو کہ بحیرہ و سائبہ وغیرہ جانور حرام ہیں۔ انہیں خدا نے حرام نہ کیا تم رب پر بہتان باندھتے ہو اس سے باز آ جاؤ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ بلادلیل کسی چیز کو حرام کہنا شیطان کی پیروی کرنا ہے جیسے کفار مکہ بحیرہ' سائبہ جانوروں کو بلا دلیل حرام کہتے تھے۔ اس سے وہابیوں کو عبرت لینی چاہیے کہ وہ بلادلیل فاتحہ میلاد شریف وغیرہ کو حرام کہہ دیتے ہیں ۵۔ گمراہ باپ دادوں کی پیروی کرنا شریعت کے مقابلہ میں حرام ہے بزرگان دین کی پیروی کرنا اور شرعی روشنی میں ان کی راہ چلنا بہت اعلیٰ چیز ہے رب فرماتا ہے وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ اور فرماتا ہے صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ حضور فرماتے ہیں جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے' اس لئے یہاں ارشاد ہوا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ الخ ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عبادت کی طرح بوقت ضرورت کھانا پینا بھی اہم فرض ہے کیونکہ اس پر تمام فرائض کی ادا موقوف ہے دوسرے یہ کہ ہمیشہ پاک اور حلال چیزیں کھانا چاہیے تقویٰ کے یہ معنی نہیں کہ اچھے

اَلنَّارِ ﴿۱۶۷﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ

اے لوگوں کھاؤ جو کچھ زمین میں ہے حلال پاکیزہ ہے ۲

وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۶۸﴾

اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے

اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى

وہ تو تمہیں یہی حکم دے گا بدی اور بے حیائی کا اور یہ کہ ۳ اللہ پر وہ بات

اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ

جوڑو جس کی تمہیں خبر نہیں ۴ اور جب ان سے کہا جائے اللہ کے اتارے پر

اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ

چلو تو کہیں بلکہ ہم تو اس پر چلیں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا

اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾

کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ عقل رکھتے ہوں نہ ہدایت ۵

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِىْ يَنْعِقُ بِمَا لَا

اور کافروں کی کہاوت اس کی سی ہے جو پکارے ایسے کو کہ خالی

يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا

چیخ پکار کے سوا کچھ نہ سنے بہرے گونگے اندھے تو انہیں

يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا

سمجھ نہیں اے ایمان والو کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری

رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾

چیزیں ۶ اور اللہ کا احسان مانو اگر تم اسی کو پوجتے ہو ۷

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ

اس نے یہی ۸ تم پر حرام کئے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت

کھانے چھوڑے بلکہ تقویٰ یہ ہے کہ حرام چیزیں چھوڑ دے ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نعمت کا شکریہ ادا کرنا دیگر عبادات کی طرح ضروری ہے کیونکہ یہاں بھی امر کا صیغہ ارشاد ہوا اور ہر نعمت کا شکریہ اس نعمت کی طرح ہوگا۔ دوسرے یہ کہ یہ تمام احکام مومنوں کے لئے ہیں اسی لئے اس مضمون کو اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے شروع فرمایا کافر کچھ کھاتا پھرے ہمیں اس سے تعلق نہیں اسلامی سلطان اسے زبردستی نہ روکے گا ۸۔ یہاں اِنَّمَا کا حصر اضافی ہے حقیقی نہیں یعنی جن جانوروں کو تم نے حرام سمجھ رکھا ہے' جیسے بحیرہ وغیرہ وہ حرام نہیں۔ حرام صرف یہ ہیں جو ہم نے فرما دیئے۔ اس آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ کتا بلا حلال ہو جائے۔ حضور کا حرام فرمایا ہوا رب کے حرام کئے ہوئے کی طرح ہے۔ ۹۔ سور کے تمام اجزاء حرام ہیں گوشت مغز گردہ وغیرہ۔ رب فرماتا ہے فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اور رجس یعنی پلید چیز حرام ہی

وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا

اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا ا۔ تو جو ناچار ہو ۲۔ نہ یوں کہ خواہش سے

عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٧٣﴾ اِنَّ

کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں ۳۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان

الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ

ہے ۴۔ وہ جو چھپاتے ہیں اللہ کی اتاری کتاب ۵۔ اور اس کے بدلے ذلیل قیمت

بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ

لے لیتے ہیں ۶۔ وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھرتے ہیں ۷۔

اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۚۖ

اور اللہ قیامت کے دن ان سے بات نہ کرے گا اور نہ انہیں ستھرا کرے

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٧٤﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا

اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ۸۔ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے ۹۔

الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ

گمراہی مول لی اور بخشش کے بدلے عذاب تو کس درجہ انہیں آگ کی

عَلَى النَّارِ ﴿١٧٥﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ

سہار ہے یہ اس لئے کہ اللہ نے کتاب حق کے ساتھ اتاری ۱۰۔

وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِى الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍۢ

اور بے شک جو لوگ کتاب میں اختلاف ڈالنے لگے وہ ضرور پرلے سرے کے

بَعِيْدٍ ﴿١٧٦﴾ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ

جھگڑالو ہیں کچھ اصل نیکی یہ نہیں ۱۱۔ کہ منہ

الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

مشرق یا مغرب کی طرف کرو ہاں اصل نیکی یہ کہ

(بقیہ صفحہ ۳۹) ہوتی ہے لیکن رب کی مرضی یہ تھی کہ سور کا گوشت میں حرام کروں اور اس کے باقی اجزا میرے حبیب حرام فرمائیں۔ جیسے اس نے صرف سور کو حرام کیا۔ باقی کتا بلا وغیرہ اس کے حبیب نے۔

ا۔ اور جس پر زندگی میں غیر خدا کا نام پکارا گیا وہ حلال ہے' جیسے بحیرہ اور سائبہ جانور یا جیسے زید کی گائے اور عمرو کا بکرا۔ جب گنگا کا پانی حرام نہیں اور خود گائے جو مشرکین کی معبود ہے حرام نہ ہوئی تو صرف ان کی طرف نسبت کیسے حرام کردے گی ۲۔ اس ناچاری کی کئی صورتیں ہیں۔ بھوک سے جان جاتی ہے اور سوا حرام کے کوئی حلال غذا موجود نہ ہو۔ کوئی شخص اسے حرام کھانے پر مجبور کرتا ہے۔ کوئی سخت بیمار ہے۔ طبیب حاذق یہ کہتا ہے کہ حرام ہی میں تیری شفا ہے۔ اس کے سوا کسی چیز سے تجھے آرام نہ ہو گا ایسی صورتوں میں حرام کھانا واجب ہو جاتا ہے۔ اگر نہ کھائے اور مرجائے تو حرام موت مرے گا۔ اگر بلا قصد ضرورت سے کچھ زیادہ کھا گیا تو اللہ معاف فرمائے گا ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ مجبوری کے وقت حرام چیزیں حلال ہو جاتی ہیں دوسرے یہ کہ بقدر ضرورت ہی حلال ہوں گی زیادہ نہیں اگر چھٹانک سے کام نکل سکتا ہو تو آدھ پاؤ نہ کھاؤ ۴۔ معلوم ہوا کہ اگر ایسا مجبور اندازہ صحیح نہ کر سکے اور ضرورت سے کچھ زیادہ کھا جائے تو اللہ بخش دے گا وہ بڑا غفور اور رحیم ہے ۵۔ کتاب چھپانے کی کئی صورتیں ہیں۔ اصلی آیات ہی ظاہر نہ کی جاویں۔ آیات کے مطالب ظاہر نہ کئے جائیں۔ آیتوں کے غلط مطلب لوگوں کو بتائے جائیں۔ اللہ کے احکام بدلے جائیں ۶۔ شان نزول' یہود مدینہ حضور کی تشریف آوری سے پہلے سمجھے ہوئے تھے کہ نبی آخر الزمان بنی اسرائیل میں ہوں گے اس امید پر حضور کے اوصاف جو توریت میں تھے لوگوں کو سناتے تھے حضور کی تشریف آوری پر اپنی ریاست و آمدنی جاتے رہنے کے خوف سے درپردہ حضور سے حسد کرنے لگے اور حضور کی نعت کی آیات توریت چھپالیں یا بدل دیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ یہ لوگ توریت کی آیتیں دنیاوی مال و متاع کی خاطر بدلتے یا چھپاتے ہیں۔ یہ ہے ذلیل قیمت خریدنا ۷۔ یا اس طرح کہ یہ حرام غذائیں انہیں دوزخ میں پہنچائیں گی اور یا اس طرح کہ خود یہ غذائیں وہاں آگ کی شکل میں نمودار ہوں گی جسے یہ دوزخی لوگ کھائیں گے ۸۔ اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حشر میں رب کا کلام نہ فرمانا بھی عذاب ہو گا۔ یا کلام رحمت نہ فرمانا عذاب ہو گا۔ دوسرے یہ کہ یہ تینوں عذاب ان چھپانے والے کافروں مجرموں کے لئے خاص ہیں' اللہ مسلمانوں کو ان سے بچائے گا۔ ان سے کلام بھی کرے گا ان کے گناہ بھی معاف فرمائے گا انہیں دردناک عذاب بھی نہ دے گا ۹۔ یعنی وہ ہدایت جس کے حاصل کرنے پر قادر تھے یا وہ ہدایت جو میثاق کے دن انہیں ملی تھی اور جس پر وہ پیدا ہوئے تھے ورنہ ان بدنصیبوں کے پاس ہدایت تھی ہی نہیں ۱۰۔ کتاب سے مراد قرآن شریف ہے یا توریت شریف۔ پہلی صورت میں اختلاف سے مراد ہو گا نہ ماننا اور دوسری صورت میں اس سے مراد ہو گا صحیح طور پر نہ ماننا کیونکہ یہود قرآن کو تو بالکل نہ مانتے تھے اور توریت کو ماننے کے دعویدار تھے' مگر صحیح طور پر نہ مانتے تھے' ورنہ حضور پر ایمان لے آتے ۱۱۔ اگر اس آیت میں مسلمانوں سے خطاب ہو تو مطلب یہ ہو گا کہ صرف کعبہ کو منہ کر کے نماز پڑھ لینا کافی نہیں۔ دل میں عقاید درست رکھو اس سے معلوم ہوا کہ ہر اہل قبلہ مومن نہیں بلکہ ان میں بعض مرتد بھی ہیں' جیسے مرزائی' اور رسول یا صحابہ کی

(بقیہ صفحہ ۴۰) توہین کرنے والے۔امام ابوحنیفہ قدس سرہ کا فرمان ہے کہ ہم اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے۔ اس سے مراد وہ ہیں جن کے عقائد خراب نہ ہوں نہ کہ صرف کعبہ کو منہ کر کے نماز پڑھ لینے والے' جیساکہ شرح فقہ اکبر میں ہے اور اگر اس میں یہود ونصاریٰ سے خطاب ہو تو معنی یہ ہوں گے کہ اب بیت المقدس کا مشرقی یا مغربی حصہ قبلہ نہ رہا اب ادھر منہ کرنا بھلائی نہیں۔ مسلمان بنو اور کعبہ کو منہ کرو۔

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ
ایمان لائے ۱ اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر ۲
وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى
اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے ۳ رشتہ داروں ۴ اور یتیموں
وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي
اور مسکینوں اور راہ گیر ۵ اور سائلوں کو ۶ اور گردنیں
الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ
چھڑانے میں اور نماز قائم رکھے ۷ اور زکوٰۃ دے ۸ اور اپنا قول پورا کرنے
بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ
والے جب عہد کریں ۹ اور صبر والے مصیبت اور
وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ
سختی میں اور جہاد کے وقت ۱۰ یہی ہیں جنہوں نے اپنی بات سچی
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
کی اور یہی پرہیزگار ہیں ۱۱ اے ایمان والو ۱۲
كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ
تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو آزاد کے
بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ
بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت ۱۳ تو جس کے لئے
عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ
اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہوئی ۱۴ تو بھلائی سے تقاضا ہو
وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ
اور اچھی طرح ادا یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارا بوجھ ہلکا کرنا ہے

۱۔ معلوم ہوا کہ اعمال سے ایمان مقدم ہے' پہلے ایمان لاؤ' پھر نیک عمل کرو کیونکہ جڑ شاخوں سے پہلے ہوتی ہے۔ ایمان جڑ ہے اور اعمال شاخیں' ایمان میں سب سے اول رب پر ایمان ہے ۲۔ ایمان مفصل جو بچوں کو سکھایا جاتا ہے' اس کی اصل یہ آیت بھی ہے اور دوسری آیات بھی ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیارا مال راہ خدا میں دے اور زندگی و تندرستی میں دے جب خود اسے بھی مال کی ضرورت ہو۔ رب فرماتا ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۴۔ اہل قرابت کو مقدم کرے۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسافر اگر گھر میں مالدار ہو۔ لیکن سفر میں حاجت مند ہو گیا ہو تو صدقات' زکوٰۃ لے سکتا ہے اگر اس آیت سے غریب مسافر مراد ہوتا تو وہ اَلْمَسٰكِيْنَ میں آ چکا تھا۔ خیال رہے کہ ابن السبیل اس راہ گیر کو کہتے ہیں جو سفر کر رہا ہو اور جو کسی جگہ مقیم ہو گیا وہ ابن السبیل نہیں ۵۔ اس سے دو مسئلہ معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اگرچہ سوال کرنا اکثر ممنوع ہے مگر سائل کو دینا جائز اِلَّا السَّائِلَ فِي الْمَسْجِدِ دوسرے یہ کہ بھکاری کی تحقیقات کرنا ضروری نہیں۔ اگر واقعۃً وہ غنی تھا اور تم نے اسے فقیر سمجھ کر زکوٰۃ دے دی۔ پھر پتہ چلا تو زکوٰۃ ادا ہو گئی ۶۔ نماز پڑھنا کمال نہیں۔ نماز قائم کرنا کمال ہے۔ ہمیشہ پڑھنا۔ دل لگا کر پڑھنا یہ قائم کرنا ہے ۷۔ اٰتَى الْمَالَ میں زکوٰۃ کے علاوہ دوسرے خرچ مراد ہیں کیونکہ زکوٰۃ کا ذکر علیحدہ ہو رہا ہے۔ ۸۔ اس آیت سے سارے جائز وعدے مراد ہیں خواہ رب سے کئے ہوں یا رسول سے یا شیخ سے یا نکاح کے وقت بیوی سے یا کسی اور سے بشرطیکہ جائز وعدے ہوں' ناجائز وعدوں کو پورا کرنا حرام ہے ۹۔ بأس کے معنی مطلق جنگ ہیں۔ مگر یہاں کفار سے جنگ مراد ہے یعنی جہاد کہ اس میں استقامت ثواب ہے اور مسلمانوں سے جنگ ختم کرنا ثواب ۱۰۔ یعنی ایمان و قول کا سچا وہ ہے جس کے عمل اچھے ہوں ۱۱۔ اس حکم میں نبی کریم داخل نہیں۔ نبی سے امتی کا قصاص نہیں لیا جاتا جیسے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ اور يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ میں حضور داخل نہیں ۱۲۔ یعنی قصاص میں قاتل ہی کو قتل کیا جائے گا آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت لہٰذا اگر مرد کو عورت نے قتل کر دیا تو قاتلہ عورت ہی کو قتل کیا جائے گا۔ خیال رہے کہ اگر مومن ذمی کافر کو قتل کر دے تو اس مومن قاتل کو قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ حضور ذمیوں کے بارے میں فرماتے ہیں دماءهم كدمائنا ان کے خون ہمارے خون کی طرح ہیں وہ جو حدیث میں ہے کہ مومن کو کافر کے عوض قتل نہ کرو اس سے حربی کفار مراد ہیں لہٰذا آیت و حدیث صاف ہے ۱۳۔ جو قصاص بندے کا حق ہے بندے کے معاف کر دینے سے معاف ہو جاتا ہے خیال رہے کہ اگر باپ بیٹے کو قتل کر دے تو قصاص نہیں۔ یوں ہی مولیٰ غلام کو قتل کر دے تو قصاص نہیں۔ نیز پیغمبر پر امتی کا قصاص نہیں۔ حضور کا اپنے کو قصاص کے لئے پیش فرمانا تعلیماً'' تھا۔

ا۔ اس طرح کہ قتل میں مقتول کے اولیاء کو معافی کا حق دیا قاتل کا قتل ہی واجب نہ فرمایا ۲۔ اس طرح کہ غیر قاتل کو قتل کر دیا جائے یا قاتل کو قصاص میں ناجائز ایذا دی جائے۔ جیسے ہاتھ پاؤں کاٹنا یا شکل بگاڑنا ۳۔ کفار سے بدلہ لو اپنے نفس سے بدلہ لو۔ ظالم مسلمان سے بدلہ لو۔ اگر گناہ ہو جائے تو بعد میں نیکی کر لو۔ اس میں دنیاوی اور دینی زندگی ہے قصاص کے بغیر قوم مردہ ہے ۴۔ جب تک اسلام میں میراث کے احکام نہیں آئے تھے اس وقت تک مرنے والے پر وصیت کرنا واجب تھی۔ کیونکہ اس وقت صرف وصیت پر مال تقسیم ہوتا تھا جب میراث کے احکام آگئے تو وصیت کا وجوب منسوخ ہو گیا۔ ۵۔ خیرا سے معلوم ہوا کہ اپنے مال میں وصیت

وَرَحْمَةٌ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ

اور تم پر رحمت تو اس کے بعد جو زیادتی کرے اس کے لئے دردناک

اَلِيْمٌ ﴿۱۷۸﴾ وَلَكُمْ فِى الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰۤاُولِى الْاَلْبَابِ

عذاب ہے اور خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے اے عقلمندو

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ

کہ تم کہیں بچو تم پر فرض ہوا کہ جب تم میں کے کسی کو

الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۖۚ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَ

موت آئے اگر کچھ مال چھوڑے تو وصیت کر جائے اپنے ماں باپ اور

الْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۸۰﴾

قریب کے رشتہ داروں کے لئے موافق دستور یہ واجب ہے پرہیزگاروں پر

فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَاۤ اِثْمُهٗ عَلَى

تو جو وصیت کو سن سنا کر بدل دے تو اس کا گناہ انہیں

الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ۗ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۸۱﴾ فَمَنْ

بدلنے والوں پر ہے بے شک اللہ سنتا جانتا ہے پھر جسے

خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ

اندیشہ ہوا کہ وصیت کرنے والے نے کچھ بے انصافی یا گناہ کیا تو اس نے ان میں

فَلَاۤ اِثْمَ عَلَيْهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

صلح کرا دی اس پر کچھ گناہ نہیں بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے ایمان والو

اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ

تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے اگلوں پر

مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ

فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے گنتی کے دن ہیں ۱۲

ع ۲۲ / ۶

ہو گی دوسرے کے مال میں نہیں ۶۔ اب وارث کے لئے وصیت نہیں ہو سکتی۔ غیر وارث کے لئے ہو سکتی ہے، معلوم ہوا کہ قرآنی آیت حدیث سے منسوخ ہو سکتی ہے کیونکہ وارث کے لئے وصیت قرآن سے ثابت ہے اور اس کا نسخ حدیث سے لا وصیۃ للوارث۔ ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جائز وصیت میں تبدیلی کرنا گناہ ہے۔ دوسرے یہ کہ بدلنے والا خواہ مفتی ہو خواہ قاضی یا گواہ یا کوئی اور سب گنہگار ہیں ۸۔ یعنی جو عالم، حاکم، وصی، پنچ وغیرہ یہ معلوم کرے کہ مرنے والا وصیت میں کسی پر زیادتی کر رہا ہے، یا شرعی احکام کی پابندی نہیں کرتا، تو مرنے والے کو سمجھا بجھا کر درست کر دے تو گنہگار نہیں کیونکہ اس میں حق کی حمایت ہے نہ کہ حق کی مخالفت ۹۔ ماہ رمضان شریف کے، خیال رہے کہ اسلام میں اولاً صرف عاشورہ کا روزہ فرض تھا۔ یعنی سال میں ایک۔ پھر ہر مہینہ میں تین روزے فرض ہوئے۔ تیرھویں، چودھویں، پندرھویں چاند کی، پھر ماہ رمضان کے روزے، اس آیت سے فرض ہوئے۔ اور ان روزوں کی فرضیت منسوخ ہو گئی یہ آیت ان روزوں کی ناسخ ہے۔ معلوم ہوا کہ حدیث قرآن شریف سے منسوخ ہوتی ہے۔ دیکھو اول روزوں کی فرضیت حدیث سے ثابت تھی۔ ان کے لئے کوئی آیت نہ آئی اور اس کی فرضیت نسخ قرآن سے ثابت روزہ بعد ہجرت ۲ھ میں فرض ہوا۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ شرعی عبادات کے مکلف کفار نہیں اسی لئے مسلمان ہونے کے بعد وہ زمانہ کفر کی عبادتیں قضا نہیں کرتے ۱۱۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ روزہ بڑی پرانی عبادت ہے۔ گزشتہ دینوں میں بھی تھا، دوسرے یہ کہ روزہ تقویٰ کا ذریعہ ہے، کیونکہ گناہ نفس امارہ کراتا ہے اور روزہ سے نفس کمزور پڑتا ہے۔ تیسرے یہ کہ انسان کو اپنے نیک اعمال پر بھروسہ نہ کرنا چاہیے، بلکہ رب کا فضل مانگتا رہے اس لئے یہاں لعل فرمایا گیا۔ یہ امید ہمارے لحاظ سے ہے نہ کہ رب کے لحاظ سے۔ ۱۲۔ انتیس یا تیس دن۔ اس لئے گھبرا نہ جانا۔ جس رب نے تم کو گیارہ ماہ کھلایا پلایا اگر ایک ماہ صرف دن میں کھانے پینے سے منع فرما دے تو ضرور اس کی اطاعت کرو۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ
تو تم میں جو کوئی بیمار[۱] یا سفر میں ہو[۲] تو اتنے روزے
اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ
اور دنوں میں[۳] اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو[۴] وہ بدلہ دیں ایک
مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ
مسکین کا کھانا[۵] پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے[۶] تو وہ اس کیلئے بہتر ہے[۷] اور روزہ
تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ شَهْرُ
رکھنا تمہارے لئے زیادہ بھلا ہے اگر تم جانو[۸] رمضان کا
رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ
مہینہ[۹] جس میں قرآن اُترا[۱۰] لوگوں کے لئے ہدایت
وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ
اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں[۱۱] تو تم میں جو کوئی یہ
مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى
مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے[۱۲] اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو
سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ
اتنے روزے اور دنوں میں[۱۳] اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے
وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ؗ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا
اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اور اس لئے کہ تم گنتی پوری کرو[۱۴] اور اللہ
اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَاِذَا
کی بڑائی بولو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم حق گزار ہو[۱۵] اور اے
سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ
محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں[۱۶] دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی

ا۔ یعنی ایسا بیمار ہو کہ روزہ اسے نقصان دے اور جس بیمار کو روزہ مفید ہو نقصان نہ دے تو قضا کرنے کی اجازت نہیں ۲۔ یعنی وہ سفر جس پر شرعی احکام مرتب ہوں' ۵۷ میل کی مسافت پر گھر سے باہر جائے۔ اور کہیں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرے ۳۔ معلوم ہوا کہ مسافر پر خواہ مخواہ روزہ قضا کر دینا فرض نہیں اسے اجازت ہے کہ خواہ روزہ سفر میں رکھ لے یا قضا کر دے۔ بخلاف نماز قصر کے کہ وہ مسافر پر لازم ہے۔ جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے ۴۔ یہاں باب افعال مادہ کے سلب کے لئے ہے یا لا پوشیدہ ہے۔ لہٰذا یہ آیت منسوخ نہیں' بلکہ محکم ہے اس سے مراد وہ شخص ہے جس میں اب بھی روزہ کی طاقت نہ ہو اور آئندہ آنے کی امید نہ ہو' جیسے بہت ضعیف' بوڑھا یا مرض موت اور اگر کفارہ دینے کے بعد طاقت آ گئی۔ تو پھر روزہ قضا کرنا ہو گا ۵۔ یا دو وقت ایک مسکین کو کھانا کھلاوے یا ایک مسکین کو فطرہ کی بقدر گندم دے دے یعنی قریباً سوا دو سیر ۶۔ معلوم ہوا کہ فدیہ میں زیادتی کر سکتے ہیں کمی نہیں کر سکتے تطوع سے یہی مراد ہے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ مسافر کو اگرچہ روزہ قضا کر دینے کی اجازت ہے۔ مگر روزہ رکھ لینا زیادہ بہتر ہے۔ ۸۔ یعنی روزوں کے لئے ماہ رمضان اس لئے منتخب ہوا کہ اس مہینہ میں قرآن کریم لوح محفوظ سے منتقل ہو کر آسمان اول پر لایا گیا۔ جہاں سے آہستہ آہستہ ۲۳ سال میں حضور پر اترا۔ چونکہ یہ مہینہ نزول قرآن کا ہے۔ لہٰذا اس میں روزے رکھو۔ خیال رہے کہ قرآن کریم میں سوائے ماہ رمضان کسی مہینہ کا نام نہیں' جیسے حضرت مریم کے سوا کسی عورت کا نام نہیں اور حضرت زید کے سوا کسی صحابی کا نام نہیں ۹۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ جس وقت کو کسی اشرف چیز سے نسبت ہو جائے وہ قیامت تک اشرف ہے۔ دوسرے یہ کہ اگرچہ اس میں نعمت تو ایک بار آ چکی مگر جب وہ تاریخ یا مہینہ آئے تو اس نعمت کی یادگار منائی جائے۔ تیسرے یہ کہ اس وقت میں خوشی منانا عبادت کرنا محمود ہے لہٰذا عید میلاد کی خوشی بہتر ہے۔ ۱۰۔ قرآن شریف کے ۲۳ نام ہیں' جن میں سے ایک نام قرآن ہے۔ یعنی جمع کرنے والی کتاب' جس نے سارے انسانوں کو ایک دین اسلام پر جمع کر دیا یا پڑھی ہوئی کہ اس کا نزول لکھ کر نہ ہوا۔ دوسرا نام فرقان ہے۔ یعنی کافر و مومن حرام حلال میں فرق کرنے والی کتاب۔ دیکھو ہماری تفسیر نعیمی کا مقدمہ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ رمضان کا روزہ فرض ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی رمضان بھر بے ہوش رہے اس پر روزہ فرض نہیں کیونکہ اس نے ماہ رمضان پایا ہی نہیں اور جو ایک ساعت کے لئے ہوش میں آ گیا اس پر سارے روزے فرض ہو گئے ۱۲۔ یعنی رمضان کی فرضیت سے قضا کی اجازت نہ جاتی رہی۔ اب بھی تم سفر و مرض کی وجہ سے قضا کر سکتے ہو۔ لہٰذا یہ آیت مکرر نہیں ۱۳۔ یعنی رمضان کے انتیس یا تیس دن پورے کرو۔ خیال رہے کہ چاند کے ثبوت میں دیکھنے یا گواہی کا اعتبار ہے۔ حساب' جنتری' نجومیوں کے قول کا کوئی اعتبار نہیں۔ ایسے ہی تار' اخبار یا ریڈیو کی افواہ کا کوئی اعتبار نہیں۔ ۱۴۔ اس سے نماز عید' اس کی خوشی میں اس دن تکبیریں کہنا۔ عبادت کر نا رمضان کی توفیق کی خوشی منانا سب کچھ ثابت ہوا۔ مگر یہ خوشی رمضان جانے کی نہیں۔ بلکہ اس میں توفیق خیر ملنے کی ہے۔ ۱۵۔ شان نزول۔ بعض لوگوں نے حضور سے پوچھا کہ کیا رب ہم سے دور ہے کہ اسے آواز سے پکاریں یا قریب ہے کہ آہستہ عرض کریں۔ اس پر آیت نازل ہوئی۔ یعنی میری رحمت قریب ہے اس کی تفسیر وہ آیت ہے اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ اس میں اشارۃً یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ اے محبوب جو تمہارے پاس آ کر مجھے ڈھونڈے تو میں قریب ہوں اور جو تم سے دور

(بقیہ صفحہ ۴۳) رہے تو میں بھی اس سے دور ہوں۔ رب فرماتا ہے۔ جَآءُوْكَ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا
۱۔ یعنی بندے کی پکار پر لبیک فرماتا ہوں اور یہ لبیک پیغمبر کی معرفت سے ہم تک پہنچ جاتی ہے' رہا بندے کا سوال پورا کرنا وہ کبھی ہوتا ہے کبھی نہیں' بندہ کبھی بری چیز بھی مانگ لیتا ہے ۲۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہتے ہو کہ رب تمہاری مانے تو تم رب کی مانو' اس کی نہ مان کر اپنی بات منوانا خیال خام ہے اس سے معلوم ہوا کہ رسول کی بات سننا عمل کرنا رب ہی کی اطاعت ہے ۳۔ یہ حلت قطعی ہے جس کا انکار کفر ہے۔ کبھی مباح یا مستحب کا انکار بھی کفر ہوتا ہے ۴۔ شان نزول' اسلام میں اولاً" رمضان کی راتوں میں بھی اپنی بیوی سے صحبت حرام تھی۔ حضرت عمرو دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے یہ فعل واقع ہو گیا۔ مقدمہ بارگاہ نبوی میں پیش ہوا۔ اس پر یہ آیت اتری اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی خطا چھوٹوں کے لئے عطا کا ذریعہ ہوتی ہے' عالم کا ظہور آدم علیہ السلام کے گندم کھانے کے صدقے سے ہے۔ ہماری اطاعتوں سے ان کی خطائیں افضل ہیں۔ خیال رہے کہ یہاں خیانت سے مراد غلطی، لغزش، خطا ہے نہ وہ جو گناہ کبیرہ ہے' جیسے انبیاء کرام کی خطا کو قرآن میں ظلم فرمایا گیا ہے ۵۔ اس سے ایک مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ رب نے صحابہ کی گزشتہ غلطی کو معاف فرما دیا کوئی کفارہ وغیرہ لازم نہیں فرمایا یہ ان کی خصوصیت ہے دوسرے یہ کہ اب جو کوئی ان بزرگوں کی اس لغزش کو برائی سے یاد کرے وہ سخت مجرم ہے' رب معافی کا اعلان کر چکا تو تم بگڑنے والے کون ۶۔ یعنی طلب اولاد کے لئے صحبت کرو نہ کہ محض شہوت پوری کرنے کو لہٰذا متعہ ناجائز ہے کہ اس میں صرف پیاس بجھانا مقصود ہوتی ہے' یا یہ معنی ہیں کہ صحبت صرف فرج میں ہو۔ لہٰذا عورت کے ساتھ لواطت یا بغل یا ران میں صحبت کرنا حرام ہے یا یہ مطلب ہے کہ رمضان کی راتوں میں عبادت زیادہ کرو۔ ان کاموں میں ایسے مشغول نہ ہو کہ عبادت سے غافل ہو جاؤ ۷۔ شان نزول' اسلام میں اولاً" حکم یہ تھا کہ روزہ افطار کر کے سونے سے پہلے جو کھا لیا کھا لیا سوتے ہی کھانا پینا حرام ہو جاتا تھا حضرت صرمہ ابن قیس ایک محنت مشقت کرنے والے آدمی تھے ایک دفعہ رمضان میں روزہ افطار کر کے سو گئے پھر آنکھ کھلی تو بیوی نے کھانا پیش کیا نہ کھایا اور کل پھر روزہ رکھ لیا۔ دوپہر کو بے ہوش ہو گئے تب یہ آیت اتری اور صبح سے پہلے تک کھانا پینا حلال کر دیا گیا ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ رات آنے پر روزہ افطار کر دینا فرض ہے لہٰذا روزہ وصال یعنی بغیر افطار' روزہ پر روزہ ناجائز ہے اس حکم میں حضور داخل نہیں۔ حضور کے لئے صوم وصال جائز تھا ۹۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اعتکاف میں صحبت کرنا حرام ہے خواہ اعتکاف نفلی ہو یا سنت یا فرض' دوسرے یہ کہ مرد کا اعتکاف صرف مسجد میں ہو سکتا ہے گھر وغیرہ میں نہیں ہو سکتا۔ اعتکاف کے معنی ہیں عبادت کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنا' یہ تین قسم کا ہے۔ فرض جس کی نذر مان لی جائے۔ یہ کم از کم ایک دن رات کا ہوتا ہے سنت' یہ رمضان کا آخری پورا عشرہ' ان دونوں اعتکافوں میں روزہ ضروری ہے' اعتکاف نفل' یہ ایک ساعت کا بھی ہو سکتا ہے' اس میں روزہ لازم نہیں۔ جب مسجد میں آئے' اعتکاف کی نیت کرے۔

الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ
جب مجھے پکارے تو انہیں چاہیے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں

لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ
کہ کہیں راہ پائیں روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا

الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ
تمہارے لئے حلال ہوا وہ تمہاری لباس ہیں اور تم ان کے لباس

لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ
اللہ نے جانا کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے

فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ
تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرمایا تو اب ان سے صحبت کرو

وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۪ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى
اور طلب کرو جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہو اور کھاؤ اور پیو یہاں تک

يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ
کہ تمہارے لئے ظاہر ہو جائے سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے

مِنَ الْفَجْرِ ۪ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا
(پو پھٹ کر) پھر رات آنے تک روزے پورے کرو اور عورتوں

تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ؕ
کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ
یہ اللہ کی حدیں ہیں ان کے پاس نہ جاؤ۔ اللہ یوں ہی بیان کرتا ہے

اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ وَلَا تَاْكُلُوْٓا
لوگوں سے اپنی آیتیں کہ کہیں انہیں پرہیزگاری ملے اور آپس میں ایک دوسرے

اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بہا الی الحکام

کا مال ناحق نہ کھاؤ ۱ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لئے پہنچاؤ ۲

لتاکلوا فریقا من اموال الناس بالاثم وانتم

کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھا لو جان

تعلمون ﴿۱۸۸﴾ یسئلونک عن الاہلۃ قل ہی مواقیت

بوجھ کر ۳ تم سے نئے چاند کو پوچھتے ہیں ۴ تم فرما دو وہ وقت کی

للناس والحج ولیس البر بان تاتوا البیوت

علامتیں ہیں ۵ لوگوں اور حج کے لئے اور یہ کچھ بھلائی نہیں کہ گھروں میں پچھیت

من ظہورہا ولکن البر من اتقی واتوا البیوت

توڑ کر آؤ ۶ ہاں بھلائی تو پرہیزگاری ہے اور گھروں میں

من ابوابہا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون ﴿۱۸۹﴾ وقاتلوا

دروازوں سے آؤ ۷ اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ فلاح پاؤ اور

فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا

اللہ کی راہ میں لڑو ان سے جو تم سے لڑتے ہیں ۸ اور حد سے نہ بڑھو

ان اللہ لا یحب المعتدین ﴿۱۹۰﴾ واقتلوہم حیث

اللہ پسند نہیں رکھتا حد سے بڑھنے والوں کو ۹ اور کافروں کو جہاں پاؤ

ثقفتموہم واخرجوہم من حیث اخرجوکم و

مارو ۱۰ اور انہیں نکال دو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا تھا ۱۱

الفتنۃ اشد من القتل ولا تقتلوہم عند المسجد

اور ان کا فساد تو قتل سے بھی سخت ہے اور مسجد حرام کے پاس

الحرام حتی یقتلوکم فیہ فان قتلوکم فاقتلوہم

ان سے نہ لڑو ۱۲ جب تک وہ تم سے وہاں نہ لڑیں اور اگر تم سے لڑیں تو انہیں قتل کرو

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ حرام ذریعہ کی کمائی بھی حرام ہے' جیسے گانا' ناچنا' داڑھی مونڈنے' سینما کی اجرتیں' کہ یہ سب حرام ہیں ۲۔ یعنی ناجائز طریقوں سے لوگوں کا مال کھانا بھی حرام ہے اور ان کا ناجائز ذریعوں پر حکام کی مدد لینا بھی جرم ہے ۳۔ معلوم ہوا کہ جھوٹی گواہی' جھوٹی وکالت' جھوٹے فتویٰ' جھوٹے مقدمہ کی پیروی و کوشش کی اجرتیں حرام ہیں ہاں اگر غلطی سے اسے سچا سمجھا تو حرام نہیں۔ اس لئے فرمایا وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۴۔ یعنی یہ کہ چاند گھٹتا بڑھتا کیوں ہے۔ سورج کی طرح ہمیشہ یکساں کیوں نہیں نکلتا اس کے جواب میں اس کا فائدہ بتایا گیا نہ کہ گھٹنے بڑھنے کی وجہ۔ کیونکہ یہ جواب زیادہ مفید تھا۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے کاروبار چاند کی تاریخوں سے ہونے چاہئیں کہ رب نے چاند کو وقت کی علامت بنایا ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ قمری مہینے شمسی مہینوں سے افضل ہیں کہ قمری مہینوں کی جنتری آسمان پر ہے' چاند سے ہی تاریخ کا کچھ نہ کچھ پتہ لگ جاتا ہے اور شمسی مہینوں کی جنتری صرف زمین پر ہے ۶۔ شان نزول' کفار عرب احرام کی حالت میں گھر میں دروازے سے جانا گناہ سمجھتے تھے۔ پچھیت یا چھت کے راستہ سے آتے جاتے تھے۔ اس کی تردید میں یہ آیت اتری' اس سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کو بغیر ممانعت کے ناجائز سمجھنا جہلاء کا کام ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عبث اور لغو کاموں کو ثواب کا ذریعہ جاننا بھی احمقوں کا کام ہے۔ ثواب ہر اس جائز خیر کام پر ہے جو خیر نیت سے کیا جاوے۔ ۷۔ یہ امر اباحت کے لئے ہے یعنی احرام و غیر احرام ہر حال میں دروازے سے آنا جائز ہے لہٰذا اس کے معنی یہ نہیں کہ ضرورۃً بھی چھت سے آنا منع ہے ۸۔ فی الحال لڑتے ہوں یا آئندہ جنگ کی تیاری کرتے ہوں۔ لہٰذا یہ آیت منسوخ نہیں محکم ہے۔ کفار کے چھوٹے بچے' بوڑھے آدمی' گوشہ نشین' عابد گھر میں رہنے والی عورتیں جنہیں جنگ سے کوئی تعلق نہ ہو انہیں قتل نہ کیا جائے گا ۹۔ حد سے بڑھنے کی کئی صورتیں ہیں' جن کو قتل کرنا منع ہے انہیں قتل کرنا۔ معاہدے کے خلاف جنگ کرنا جنہیں دعوت اسلام نہ پہنچی ہو ان کے ساتھ بغیر دعوت دیئے جنگ کرنا۔ جو کفار جزیہ پر راضی ہو جائیں انہیں قتل کرنا وغیرہ یہ سب منع ہے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ ذاتی دشمن کو معاف کرنا اچھا ہے مگر قومی اور دینی دشمنوں سے بدلہ لینا ضروری ہے کیونکہ انہیں معاف کرنا قوم یا دین کو برباد کرنا ہے' ذاتی معاملات میں معافی بہتر ہے ۱۱۔ چنانچہ فتح مکہ کے دن جو لوگ اسلام لائے وہ مکہ میں رہے' جنہوں نے اسلام قبول نہ کیا وہ یا تو قتل ہوئے جیسے ابن خطل وغیرہ یا بھاگ گئے جیسے حضرت عکرمہ جو بعد میں واپس آکر ایمان لائے' اس سے معلوم ہوا کہ مکہ مکرمہ میں کفار کو رہنے کی اجازت نہ دی جاوے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہوا کہ یہود و نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے نکال دو حجاز میں صرف مومن رہیں ۱۲۔ مسجد حرام سے مراد کعبہ معظمہ ہے۔ یا وہ مسجد جس میں کعبہ واقع ہے اور عند سے مراد حرم شریف کے حدود ہیں جو مکہ معظمہ سے کئی کئی میل چوطرفہ ہیں حدود حرم کا یہ ادب دکھایا گیا کہ وہاں جنگ کی ابتداء نہ کی جائے۔ اس لئے وہاں اس مجرم کو سزا نہیں دیتے جو باہر سے جرم کرکے وہاں پناہ لے لے۔

كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

کافروں کی یہی سزا ہے پھر اگر وہ باز رہیں [1] تو بے شک اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ

مہربان ہے اور ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے [2] اور ایک اللہ

الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى

کی پوجا ہو [3] پھر اگر وہ باز آئیں تو زیادتی نہیں مگر

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ

ظالموں پر [4] ماہ حرام کے بدلے ماہ حرام [5] اور ادب کے بدلے ادب

قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ

ہے تو جو تم پر زیادتی کرے اس پر زیادتی کرو اتنی ہی

بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ

جتنی اس نے کی [6] اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ

اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا

اللہ ڈر والوں کے ساتھ ہے [7] اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو [8] اور اپنے

تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛۚ وَاَحْسِنُوْا ۛۚ اِنَّ اللّٰهَ

ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو [9] اور بھلائی والے ہو جاؤ بے شک بھلائی والے

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹۵﴾ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ

اللہ کے محبوب ہیں اور حج [10] اور عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو [11] پھر اگر

اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ

تم روکے جاؤ [12] تو قربانی بھیجو جو میسر آئے [13] اور اپنے سر نہ منڈاؤ

حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ

جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے [14] پھر جو تم میں

ع

۱۔ یعنی کفر و شرک سے، کیونکہ کافر کی مغفرت نہیں ہوتی مقصد یہ ہے کہ اگر اب بھی یہ لوگ ایمان لے آئیں تو ان کے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد کا مقصود کفار کا مٹانا نہیں ہے بلکہ کفر کا زور توڑنا ہے تا کہ اسلام کی اشاعت میں دشواری نہ واقع ہو ۳۔ اس طرح کہ مسلمانوں کو رب کی عبادت کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ رہے یا یہ مطلب ہے کہ مکہ معظمہ میں صرف مسلمان ہی رہیں جو ایک اللہ کی عبادت کریں۔ دوسری قوم نہ رہے ۴۔ معلوم ہوا کہ ظالم مسلمان کو قتل کیا جائے گا۔ جیسے ڈاکو قاتل باغی وغیرہ اس کی تفصیل کتب فقہ میں ہے ۵۔ یعنی ۶ھ میں کفار مکہ نے جب تمہیں عمرہ کرنے سے ماہ ذیقعد میں روکا اور تم سے جنگ کرنے کو آمادہ ہو گئے۔ حالانکہ حرم اور ذیقعد ماہ حرام میں جنگ کرنا سخت جرم تھا تو اگر تم نے ان کے جواب میں اس وقت دفاعی جنگ کی تیاری کرتے ہوئے حدیبیہ میں بیعت رضوان کی، اور پھر ۷ھ ذیقعد میں عمرہ قضا ادا کر لیا تو کوئی جرم نہیں اس آیت میں ان لوگوں کو جواب دیا گیا جو مسلمانوں کی حدیبیہ والی تیاری جنگ پر اعتراض کرتے تھے کہ انہوں نے حرم شریف اور ماہ ذیقعد میں جو ماہ محترم ہے جنگ پر آمادگی کیوں کی ۶۔ زیادتی کے بدلے کو زیادتی فرمانا ایسا ہی ہے جیسے برائی کی سزا کو برائی فرمانا ورنہ زیادتی کرنے کی سزا زیادتی نہیں وہ تو عین انصاف ہے، مشاکلت کی وجہ سے اسے زیادتی کہہ دیا گیا۔ رب فرماتا ہے جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۷۔ یعنی رحمت و کرم کے ساتھ اس کی تفسیر یہ آیت ہے اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ اس کے یہ معنی نہیں کہ اللہ کافروں فاسقوں سے بے خبر ہے۔ رب فرماتا ہے، وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۸۔ جہاد میں اور علم دین میں اور ان تمام جگہوں میں جہاں خرچ کرنے سے اللہ و رسول راضی ہوں۔ ۹۔ کیونکہ صدقات اور خیرات کو بند کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ معلوم ہوا کہ ہلاکت کے اسباب سے بھی بچنا فرض ہے۔ جیسے خودکشی کرنا بھوک ہڑتال کر کے اپنے آپ کو ہلاک کرنا۔ زہر کھانا، طاعون کی جگہ جانا وغیرہ ۱۰۔ حج و عمرہ میں دو طرح فرق ہے ایک یہ کہ حج میں وقوف عرفات بھی ہے عمرہ میں نہیں اس میں صرف طواف و سعی ہے دوسرے یہ کہ عمرہ سال بھر ہو سکتا ہے مگر حج مخصوص تاریخوں میں ہی ہوتا ہے کبھی عمرے کو حج اصغر اور حج کو حج اکبر کہہ دیتے ہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن افضل ہے یعنی ایک ساتھ حج و عمرے کا احرام باندھنا ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر واجب عبادت شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی نفلی حج یا نفلی عمرہ کا احرام باندھ لے تو اس کا پورا کرنا اس آیت سے ضروری ہو گیا۔ اسی طرح جو نفلی نماز یا روزہ شروع کر دے اسے پورا کرے ۱۲۔ اس طرح کہ احرام باندھنے کے بعد بیماری یا دشمنی کی وجہ سے حج ادا نہ کر سکے ۱۳۔ یعنی جو مسلمان حج یا عمرہ کا احرام باندھ لے مگر کسی مجبوری کی وجہ سے حج یا عمرہ نہ کر سکے تو وہ حرم شریف میں ذبح کے لئے جانور بھیج دے اور لے جانے والے سے ذبح کی تاریخ مقرر کرے اس تاریخ پر وہ تو حرم میں جانور ذبح کر دے ادھر یہ سر منڈا کر احرام کھول دے ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ احصار کا جانور صرف حرم میں ہی ذبح ہو سکتا ہے۔ حدیبیہ کا کچھ حرم میں داخل ہے جہاں حضور نے صلح حدیبیہ کے وقت ذبح فرمایا۔

مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّن رَّأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ

بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہے ۱ تو بدلے دے روزے

أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ ۚ فَإِذَا أَمِنتُمْ فَمَن تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ

یا خیرات یا قربانی ۲ پھر جب تم اطمینان سے ہو ۳ تو جو حج سے عمرہ ملانے

إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَن لَّمْ يَجِدْ

کا فائدہ اٹھائے ۴ اس پر قربانی ہے جیسی میسر آئے پھر جسے مقدور نہ ہو

فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ ۗ

تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے ۵ اور سات جب اپنے گھر پلٹ کر جاؤ

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۗ ذَٰلِكَ لِمَن لَّمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي

یہ پورے دس ہوئے یہ حکم ۶ اس کے لئے ہے جو مکہ کا رہنے والا

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ

نہ ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ کا عذاب

الْعِقَابِ ﴿١٩٦﴾ الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ ۚ فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ

سخت ہے حج کے کئی مہینے ہیں جانے ہوئے ۷ تو جو ان میں حج کی نیت کرے ۸

الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۗ وَمَا

تو نہ عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ ہو نہ کوئی گناہ نہ کسی سے جھگڑا ۹ حج کے وقت

تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللَّهُ ۗ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ

تک ۱۰ اور تم جو بھلائی کرو اللہ اسے جانتا ہے اور توشہ ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ

الزَّادِ التَّقْوَىٰ ۚ وَاتَّقُونِ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ ﴿١٩٧﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ

پرہیزگاری ہے ۱۱ اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقل والو ۱۲ تم پر کچھ گناہ نہیں

جُنَاحٌ أَن تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ ۚ فَإِذَا أَفَضْتُم

کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو ۱۳ تو جب عرفات

رکوع ۸

۱۔ سر کی تکلیف سے ہر وہ تکلیف مراد ہے جس کی وجہ سے محرم سر منڈانے پر مجبور ہو جائے' جیسے سرسام یا سر کا سخت درد' کہ طبیب حاذق سر منڈانے کا حکم دے' ایسے ہی جوئیں لیکھیں اور دوسری تکلیف دہ چیزیں ان سب کو شامل ہیں ۲۔ یعنی جو محرم مجبوری کی وجہ سے سر منڈائے' تو تین روزے رکھے یا چھ مسکینوں کو کھانا دے فی مسکین سوا دو سیر گندم یا جانور ذبح کرے' خیال رہے کہ نماز کا واجب چھوٹ جائے تو سجدہ سہو واجب ہے اور اگر حج کا واجب چھوٹ جائے تو قربانی واجب۔ ۳۔ یا اسی طرح کہ احرام باندھنے کے بعد اللہ کے فضل سے کوئی رکاوٹ ہی نہ پیدا ہو یا رکاوٹ پیدا تو ہوئی تھی مگر دور ہو گئی اور ابھی اتنا وقت باقی تھا کہ حج پالے۔ لہٰذا امنتم دونوں صورتوں کو شامل ہے تو اسے اب حج کرنا یا عمرہ کرنا لازم ہو گیا۔ (نوٹ ضروری) صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور کی طرف سے صلح کی گفتگو کرنے عثمان غنی مکہ معظمہ گئے کفار نے کہا کہ آپ عمرہ کرلو۔ جواب دیا کہ کعبہ دل اور قبلہ ایمان' رسول اللہ تو رکے ہوئے ہوں اور میں عمرہ کرلوں یہ نہیں ہو سکتا۔ عثمان غنی نے حضور کے احصار کو اپنا احصار تصور فرمایا' یہ کمال ایمان تھا۔ آداب دانائی اور ہیں سوختہ جان روائی کچھ اور ۴۔ یعنی یہاں تمتع لغوی معنی میں ہے جو قران اور شرعی تمتع دونوں کو شامل ہے جو شخص تمتع اور قران کرے وہ شکریہ کی قربانی دے اور چونکہ یہ قربانی شکریہ کی ہے جرمانہ کی نہیں لہٰذا اس جانور سے خود بھی کھا سکتا ہے اور ہر امیر غریب کو دے سکتا ہے ۵۔ ساتویں آٹھویں نویں ذی الحج۔ ۶۔ یعنی تمتع یا قران کا جائز ہونا غیر مکی کے لئے ہے مکہ کے رہنے والے کے لئے نہ تمتع ہے نہ قران کیونکہ اسے حج کے زمانے میں عمرہ کرنا ہی منع ہے۔ خیال رہے کہ یہاں مسجد حرام سے پورا حرم شریف اور اس کے مضافات کا علاقہ مراد ہے لہٰذا جو کوئی میقات کی حدود کے اندر رہتا ہو اس کا یہی حکم ہے کہ زمانہ حج میں عمرہ نہ کرے اہل سے مراد بیوی یعنی جس کی بیوی مکہ معظمہ میں رہتی ہو اس کو تمتع کرنا منع ہے۔ معلوم ہوا کہ بیوی اہل بیت ہے ۷۔ حج کے ارکان صرف ساتویں ذی الحجہ سے بارھویں تک ادا ہوتے ہیں مگر شوال' ذی قعدہ کو بھی حج کے مہینے اسی لئے کہا گیا کہ ان میں احرام باندھنا بلا کراہت جائز ہے اور اس احرام سے تمتع یا قران ہو سکتا ہے۔ ۸۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ احرام شوال سے پہلے نہ باندھے۔ حج کے مہینے پورا شوال' ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن ہیں' جھگڑے سے مراد دنیاوی جھگڑے ہیں' دینی مناظرے جائز ہیں ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ متبرک مقامات میں جیسے نیکیوں کا ثواب بڑھ جاتا ہے۔ ویسے ہی گناہوں کا عذاب بھی زیادہ ہو جاتا ہے' مکہ معظمہ میں نیکی کا ثواب اگر ایک لاکھ ہے تو گناہ کا عذاب بھی ایک لاکھ فسق و فجور تو ہر جگہ ہی گناہ ہے مگر حج میں مکہ معظمہ میں زیادہ گناہ ہے اس لئے فی الحج کی قید لگائی گئی اس کے معنی یہ نہیں کہ حج کے بعد بے خوف فسق و فجور لڑائی جھگڑے کیا کرو ۱۰۔ معلوم ہوا کہ اسباب سفر ساتھ رکھنا توکل کے خلاف نہیں بلکہ ضروری ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ حج کے لئے بھیک مانگنا قرض لینا جائز نہیں' جب مال ہو تو حج کرے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ فقیری ہزار گناہوں کا سبب ہے' فقیر چور' ڈاکو' بھکاری بن جاتا ہے فرمایا گیا کہ حج میں توشہ ساتھ رکھو تاکہ متقی رہو' چوری اور بھیک سے بچو ۱۲۔ معلوم ہوا کہ عقل وہی ہے جو اللہ سے خوف پیدا کرے۔ جس عقل سے دنیا بنے دین نہ بنے وہ بے عقلی ہے عقل نہیں' ابوجہل بے عقل تھا اور حضرت بلال عقلمند تھے ۱۳۔ معلوم ہوا کہ حج میں تجارت کرنا کرایہ پر اونٹ لے جانا جائز ہے اس سے حج میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بشرطیکہ ارکان حج ادا کرنے میں کوئی کمی نہ آنے پائے۔ اس

(بقیہ صفحہ ۴۷) سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ امام کا اجرت پر نماز پڑھانا۔ اجرت پر مسجد کی خدمت کرنا نماز کو خراب نہیں کرے گا۔ عرس بزرگان میں دوکانیں لے جانا وہاں جائز کاروبار کرنے کی بھی دلیل یہ آیت ہے' حج میں دکانیں بازار کاروبار سب ہوتے ہیں' یہ آیت ان لوگوں کے جواب میں نازل ہوئی جو حج میں تجارتی کاروبار کو برا سمجھتے تھے وہ کہتے تھے کہ عبادت میں دنیا کو شامل نہ کرو'

ا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حج میں عرفات جانا فرض ہے کیونکہ عرفات سے لوٹنا جب ہی ہو سکتا ہے جب پہلے وہاں پہنچ جاوے' دوسرے یہ کہ امیر و فقیر ارکان حج میں سب برابر ہیں اسلام سے پہلے امیر لوگ مزدلفہ میں ہی ٹھہر جاتے تھے غریب لوگ عرفات جاتے تھے۔ رب نے سب سے خطاب کیا کہ تم سب عرفات سے چلو۔ عرفات عرف سے بنا۔ جس کے معنی ہیں پہچاننا اور اعتراف و اقرار کرنا۔ حضرت آدم بی بی حوا سے اس جگہ ملے۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کو پہچانا۔ نیز اسی جگہ پر حاجی اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں لہٰذا اس جگہ کو عرفات اور اس دن کو عرفہ کہا گیا ۲۔ حج میں مزدلفہ میں قیام واجب ہے اور مشعر حرام پہاڑ کے پاس ٹھہرنا افضل ہے وہاں اللہ کا ذکر زیادہ چاہیے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض مقامات پر وہ دعائیں پڑھی جائیں اور وہ ذکر کئے جائیں جو حضور سے منقول ہوں کہ رب نے اسی کی ہدایت فرمائی تا کہ ذکر کے اثر کے ساتھ زبان کی تاثیر بھی جمع ہو جائے اور بہت مفید ہو ۴۔ کہ تم عقائد' اعمال' عبادات' معاملات سب باتوں میں غلطی کرتے تھے۔ حضور کے صدقہ سے تمہاری بگڑی بن گئی اس سے معلوم ہوا کہ حضور اللہ کی بڑی نعمت ہیں اس کا بڑا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ ۵۔ یہاں افیضوا میں قریش سے خطاب ہے اور الناس سے عام حجاج مراد ہیں۔ یعنی قریشیو! تم بھی عرفات جایا کرو اور دیگر حاجیوں کے ساتھ وہاں سے ہی واپس پلٹا کرو ۶۔ معلوم ہوا کہ ذکر بالجہر اچھی چیز ہے کیونکہ حکم دیا گیا کہ حج سے فارغ ہو کر رب کا ویسے ہی ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادوں کا کرتے تھے۔ اور کفار عرب اپنے باپ داداؤں کا ذکر علانیہ طور پر مجمع لگا کر کرتے تھے۔ تو اب اللہ کا ذکر بھی علانیہ کرنا چاہیے۔ ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صرف دنیا طلب کرنا بری چیز ہے ہر عبادت میں ہر دعا میں اللہ کی رضا کی تلاش کرنا چاہیے۔ دوسرے یہ کہ دوسرے سخی تو مانگنے پر ناراض ہوتے ہیں' رب ایسا کریم ہے کہ نہ مانگنے یا کم مانگنے پر ناراض ہوتا ہے۔ لہٰذا خوب مانگو' اور ہر وقت مانگو۔ خیال رہے کہ یہ آیت ان کافروں کے لئے ہے جو آخرت کے قائل نہ تھے۔ اس لئے صرف دنیا چاہتے تھے۔ لہٰذا ارشاد

مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪ وَ

سے پلٹو ۱ تو اللہ کی یاد کرو مشعر حرام کے پاس ۲ اور

اذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ

اس کا ذکر کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت فرمائی ۳ اور بیشک اس سے پہلے تم

الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ

بہکے ہوئے تھے ۴ پھر بات یہ ہے کہ اے قریشیو تم بھی وہیں سے پلٹو جہاں سے لوگ پلٹتے

وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾ فَاِذَا

ہیں ۵ اور اللہ سے معافی مانگو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے پھر جب

قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ

اپنے حج کے کام پورے کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے

اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ۭ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا

۶ بلکہ اس سے زیادہ اور کوئی آدمی یوں کہتا ہے کہ اے رب ہمارے ہمیں

فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَمِنْهُمْ

دنیا میں دے۔ اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں ۷ اور کوئی یوں

مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ

کہتا ہے کہ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں

حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ

بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا ۸ ایسوں کو ان کی کمائی

مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ

سے بھاگ ہے ۹ اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے ۱۰ اور اللہ کی یاد کرو

فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ

گنے ہوئے دنوں میں ۱۱ تو جو جلدی کر کے دو دن میں چلا جائے تو اس پر کچھ

النصف

ہوا کہ انہیں آخرت میں کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ ۸۔ یہ دعا جامع الدعوات ہے کہ تھوڑے الفاظ میں دین و دنیا کی تمام بھلائیاں اس میں مانگی گئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دعا بھی کسب اور عمل ہے دوسرے یہ کہ ہر نیک عمل کے ساتھ دعا مانگنا بہتر ہے' اس لئے نماز جنازہ کے بعد دعا مانگی جاتی ہے۔ کہ نماز جنازہ بھی نیک عمل ہے ۱۰۔ یعنی عنقریب حساب لے گا۔ نیکیوں میں جلدی کرو یا تمام خلقت کا حساب چند ساعتوں میں لے گا۔ قیامت کا باقی دن حضور کی عزت افزائی نعت خوانی اور اظہار عظمت میں صرف ہو گا۔ کیونکہ یہی قیامت کا اصل مقصود ہے۔ رب فرماتا ہے عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ ۱۱۔ یعنی ایام تشریق میں منیٰ میں ٹھہر کر اللہ کا ذکر کرو۔ ذکر اللہ سے اللہ کی عبادت' تکبیر کہنا مراد ہے کیونکہ حج کا تلبیہ تو دسویں ذی الحجہ جمرہ عقبہ

اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ

گناہ نہیں اور جو رہ جائے تو اس پر گناہ نہیں پرہیزگار کے لئے ؎۱

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ وَمِنَ

اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تمہیں اس کی طرف اٹھنا ہے اور بعض

النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ

آدمی وہ ہے کہ دنیا کی زندگی میں اس کی بات تجھے بھلی لگے ؎۲ اور

يُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِىْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾

اپنے دل کی بات پر اللہ کو گواہ لائے ؎۳ اور وہ سب سے بڑا جھگڑالو ہے ؎۴

وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِى الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ

اور جب پیٹھ پھیرے تو زمین میں فساد ڈالتا پھرے اور کھیتی اور

الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾ وَاِذَا قِيْلَ

جانیں تباہ کرے اور اللہ فساد سے راضی نہیں اور جب اس سے کہا جائے

لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ

کہ اللہ سے ڈرو تو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی ؎۵ ایسے کو دوزخ کافی ہے

وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ

اور وہ ضرور بہت برا بچھونا ہے اور کوئی آدمی اپنی جان بیچتا ہے

ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾

اللہ کی مرضی چاہنے میں اور اللہ بندوں پر مہربان ہے ؎۶

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَّلَا

اے ایمان والو اسلام میں پورے داخل ہو ؎۷ اور

تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾

شیطان کے قدموں پر نہ چلو ؎۸ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے ؎۹

(بقیہ صفحہ ۴۸) پر کنکر مارتے ہی ختم ہو گیا۔

۱۔ معلوم ہوا کہ منیٰ سے بارہ ذی الحجہ کو بھی واپس آ سکتے ہیں اور تیرہ کو بھی' تیرہ کو واپس آنا افضل ہے۔ اور تیرھویں تاریخ کو رمی جمار زوال سے پہلے بھی کر سکتے ہیں تفصیل کتب فقہ میں ہے' مگر تیرھویں کا قیام تقویٰ کے لئے ہو۔ اپنے نام و نمود کے لئے نہ ہو ۲۔ شان نزول یہ آیت اخنس ابن شریق منافق کے متعلق نازل ہوئی جو حضور کی مجلس شریف میں بہت چکنی چپڑی باتیں بناتا تھا۔ اور حضور کی محبت کا دم بھرتا تھا۔ اور غائبانہ مسلمانوں میں فساد پھیلاتا۔ اور ان کے مال مویشی ہلاک کرتا اور ان کے مال میں آگ لگاتا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بغیر عمل دعوئی محبت منافقوں کا طریقہ ہے۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ جھوٹ پر اللہ کو گواہ لانا یا اس کی قسم کھانا جرم پر جرم ہے بلکہ حرام چیز پر اللہ کا ذکر کرنا حرام ہے شراب پینے یا جوا کھیلنے یا رشوت لینے پر بسم اللہ نہ پڑھے کہ اس سے رب کے نام کی توہین ہے ۴۔ معلوم ہوا کہ زیادہ چکنی چپڑی باتیں کرنے والے اکثر دل کے چور ہوتے ہیں۔ دیکھو اخنس ابن شریق زبان کا بہت میٹھا تھا مگر عمل کا خراب تھا۔ اسی کے متعلق یہ آیت کریمہ اتری۔ انسان کو معاملات سے آزماؤ نہ کہ زبان سے۔ ہر چمکنے والا سونا نہیں ۵۔ یعنی وہ منع کرنے پر اور زیادہ گناہ و فساد کرتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ عالم کی بات ماننا میری عزت کے خلاف ہے۔ معلوم ہوا کہ چھوٹے گناہ پر اڑ جانا گناہ کبیرہ ہے ۶۔ شان نزول۔ یہ آیت حضرت صہیب ابن سنان رومی رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ جو مکہ مکرمہ سے ہجرت کرتے ہوئے راستہ میں مشرکین کے گھیرے میں آ گئے۔ اور اپنے سارے مال کا پتہ مشرکوں کو دے کر ان سے چھوٹے اور مدینہ منورہ پہنچے اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ کہ ان کی نیکیوں کی قبولیت قرآن میں آ گئی۔ دوسروں کو یہ مرتبہ کیسے حاصل ہو سکتا ہے ۷۔ شان نزول۔ سیدنا عبداللہ ابن سلام یہود کے سردار تھے۔ اور ان کے دین میں اونٹ کا گوشت حرام تھا اسلام لانے کے بعد آپ نے اونٹ کے گوشت سے اس لئے پرہیز کیا کہ اسلام میں اس کا کھانا فرض نہیں اور یہودیت میں حرام ہے لہٰذا اس کے نہ کھانے سے ہم پر کوئی گناہ نہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری جس میں بتایا گیا کہ اسلام میں دوسرے دینوں کی رعایت کرنا ٹھیک نہیں۔ پکے مسلمان بنو۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی منڈوانا۔ مشرکوں کا سا لباس پہننا ایمانی کمزوری کی علامت ہے جب مسلمان ہو گئے تو سیرت و صورت میں ہر طرح مسلمان ہو۔ گندے گلاس میں اچھا شربت نہیں پیا جاتا۔ مشرکوں کی سی صورت میں قرآن پڑھنا مناسب نہیں۔ اپنے ظاہر و باطن دونوں کو سنبھالو۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ مسلمان کا دوسرے مذاہب ' یا دوسرے دین والوں کی رعایت کرنا شیطانی دھوکے میں آنا ہے۔ اونٹ کھانا اسلام میں فرض نہیں۔ مگر یہودیت کی رعایت کے لئے نہ کھانا بڑا سخت جرم ہے۔ ہندوستان میں گائے کی قربانی ہندوؤں کو راضی کرنے کے لئے بند کرنا بھی اسی میں داخل ہے۔ یا کسی جگہ اذان بند کرنا یا اذان آہستہ آواز سے دینا سب اسی میں داخل ہے۔

۔ اس سے معلوم ہوا کہ ناواقفی کے گناہ کا اور حکم ہے اور واقف ہونے کے بعد گناہ کا کچھ اور حکم ہے' واقف کا گناہ سخت ہے ۲۔ اللہ آنے جانے سے پاک ہے' وہ مکان اور مکانیات سے مبرا ہے لہٰذا یہاں اس کے عذاب یا رحمت کا آنا مراد ہے۔ نیکوں پر رحمت' بروں پر عذاب آتا ہے لہٰذا یہاں عذاب پوشیدہ ہے۔ مضاف الیہ اس کا قائم مقام ہے۔ ۳۔ یہ پوچھنا انہیں قائل کرنے اور شرمندہ کرنے کے لئے ہے۔ اور ان کی اپنی نافرمانیوں اللہ کی مہربانیوں کا اقرار کرانے کے لئے ہے ۴۔ یہود نے توریت کی ان آیات میں خصوصیت سے تحریف و تبدیلی کی۔ جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف مذکور تھے ان کے متعلق یہ ارشاد ہوا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ آیات اللہ کی بڑی نعمتیں ہیں۔ ان میں لفظی یا معنوی تحریف کرنا بڑے عذاب کا باعث ہے۔ اس سے غلط مفسرین کو عبرت حاصل کرنا چاہیے۔ ۵۔ دنیا کی زندگی وہ ہے' جو نفس کی خواہشات میں صرف ہو اور جو توشہ آخرت جمع کرنے میں خرچ ہو وہ بفضلہ تعالیٰ دینی زندگی ہے۔ اس میں وہ لوگ داخل ہیں جو آخرت سے غافل ہیں ۶۔ معلوم ہوا، کہ غریب مسلمانوں کا مذاق اڑانا کسی مومن کو ذلیل یا کمینہ جاننا کافروں کا طریقہ ہے۔ فاسق و کافر اگرچہ مالدار ہے' ذلیل ہے۔ مومن اگرچہ غریب ہو کسی قوم سے ہو عزت والا ہے بشرطیکہ متقی ہو۔ ۷۔ خیال رہے کہ قیامت کے دن متقیوں کی عزت کا ظہور ہو گا۔ یہ جنت میں ہوں گے اور کفار دوزخ میں' ورنہ حقیقۃً آج بھی متقی فاسقوں سے اوپر ہیں۔ رب فرماتا ہے اَلْعِزَّۃُ لِلّٰہِ وَ لِرَسُوْلِہٖ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۸۔ یعنی دنیا میں مطلب یہ ہے کہ دنیا میں مال کی زیادتی محبوبیت کی علامت نہیں۔ بہت دفعہ کافر مالدار ہو جاتے ہیں مومن غریب' امام حسین شہید ہو گئے۔ یزیدیوں کی بظاہر فتح ہوئی۔ محبوبیت کی علامت توفیق خیر ہے۔ ۹۔ حضرت حسن ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک وقت وہ بھی گزرا ہے' جب نور نبوت دنیا سے غائب ہو چکا تھا۔ اور لوگ سب کافر ہو گئے تھے۔ تب اللہ نے پیغمبر بھیجے (تفسیر کبیر) یا یہ مطلب ہے کہ آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام تک لوگ مومن رہے پھر ان میں اختلاف نمودار ہوا۔ بعض مومن بعض کافر ہوئے پھر رب نے پیغمبر بھیجے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض اتفاق و اتحاد توڑنے کے لائق ہیں' اگر لوگ فسق و فجور' کفر و شرک میں اتفاق کر لیں تو اسے توڑ دینا چاہیے۔ یہ تنظیم اچھی نہیں' تنظیم خیر پر اچھی ہے۔ ۱۱۔ معہم فرمایا۔ علیہم نہ فرمایا۔ تا کہ معلوم ہو کہ ہر نبی پر علیحدہ نئی کتاب نہ اتری۔ بعض پر نئی آئی اور بعض پہلی کتاب کی تبلیغ فرماتے تھے۔ خیال رہے کہ کتابیں کل چار اتریں اور صحیفے ایک سو دس آدم علیہ السلام پر تیس' حضرت شیث علیہ السلام پر' پچاس حضرت ادریس علیہ السلام پر دس حضرت موسیٰ علیہ السلام پر دس۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دس۔

فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَیِّنٰتُ فَاعْلَمُوْۤا

اور اگر اس کے بعد بھی بچلو کہ تمہارے پاس روشن حکم آ چکے تو جان لو

اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۰۹﴾ هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیَهُمُ

کہ اللہ زبردست حکمت والا ہے لہ کاہے کے انتظار میں ہیں مگر یہی کہ اللہ کا عذاب

اللّٰهُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ وَ قُضِیَ الْاَمْرُ

آئے ۲ چھائے ہوئے بادلوں میں اور فرشتے اتریں اور کام ہو چکے

وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۲۱۰﴾ سَلْ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ

اور سب کاموں کی رجوع اللہ ہی کی طرف ہے۔ بنی اسرائیل سے پوچھو ۳

كَمْ اٰتَیْنٰهُمْ مِّنْ اٰیَةٍۭ بَیِّنَةٍ ؕ وَ مَنْ یُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ

ہم نے کتنی روشن نشانیاں انہیں دیں اور جو اللہ کی آئی ہوئی

مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾ زُیِّنَ

نعمت کو بدل دے تو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے ۴ کافروں

لِلَّذِیْنَ كَفَرُوا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَ یَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِیْنَ

کی نگاہ میں دنیا کی زندگی آراستہ کی گئی ۵ اور مسلمانوں سے ہنستے ہیں ۶ اور

اٰمَنُوْا ۘ وَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَ اللّٰهُ یَرْزُقُ

ڈر والے ان سے اوپر ہوں گے قیامت کے دن ۷ اور خدا جسے چاہے

مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۫

بے گنتی دے ۸ لوگ ایک دین پر تھے ۹ پھر اللہ

فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ ۪ وَ اَنْزَلَ

نے انبیاء بھیجے ۱۰ خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے اور ان کے

مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِیَحْكُمَ بَیْنَ النَّاسِ فِیْمَا اخْتَلَفُوْا

ساتھ سچی کتاب اتاری ۱۱ کہ وہ لوگوں میں ان کے اختلافوں کا فیصلہ

ع ۱۷ ۹

نصف الاول

فِيهِ ۚ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ

کرتے اور کتاب میں اختلاف انہیں نے ڈالا جن کو دی گئی تھی بعد اس کے

مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۖ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ

کہ ان کے پاس روشن حکم آچکے ا؎ آپس کی سرکشی سے تو اللہ نے ایمان والوں کو وہ حق بات

آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ ۗ وَاللَّهُ

سوجھا دی جس میں جھگڑ رہے تھے ۲؎ اپنے حکم سے اور اللہ

يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٢١٣﴾ أَمْ حَسِبْتُمْ

جسے چاہے سیدھی راہ دکھائے ۳؎ کیا اس گمان میں ہو

أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا

کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تم پر اگلوں کی سی رو داد

مِنْ قَبْلِكُمْ ۖ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا

نہ آئی ۴؎ پہنچی انہیں سختی اور شدت اور ہلا ہلا ڈالے گئے

حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ

یہاں تک کہ کہہ اٹھا رسول اور اس کے ساتھ کے ایمان والے کب آئے

نَصْرُ اللَّهِ ۗ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ ﴿٢١٤﴾ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا

گی اللہ کی مدد ۵؎ سن لو بے شک اللہ کی مدد قریب ہے ۶؎ تم سے پوچھتے ہیں کیا

يُنْفِقُونَ ۖ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ

خرچ کریں تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو ۷؎ تو وہ ماں باپ

وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۗ

اور قریب کے رشتہ داروں ۸؎ یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیر کے لئے ہے

وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ﴿٢١٥﴾ كُتِبَ

اور جو بھلائی کرو ۹؎ بے شک اللہ اسے جانتا ہے

ا۔ یعنی بے پڑھے لوگوں نے تو انبیا کی اطاعت کی اور پڑھے لکھوں کا بیڑا غرق ہوا۔ صرف اس لئے کہ کہیں ہماری آمدنی یا عزت میں فرق نہ آجائے۔ یہ اہل علم انبیاء کے مخالف ہوتے رہے' اس میں حضور کو تسلی ہے۔ کہ اگر عام علماء یہود آپ کی مخالفت کرتے ہیں تو آپ ملول نہ ہوں۔ پہلے ہی سے یہ دستور رہا ہے' ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھگڑالو وہ کہلائے گا جو باطل پر ہو علماء حقانی جھگڑالو نہیں' پولیس اور ڈاکوؤں میں جنگ ہو تو پولیس جھگڑالو نہیں بلکہ ڈاکو جھگڑالو ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ہدایت ربانی دستگیری نہ کرے تو علم نرا جھگڑا اور فساد ہے۔ اگر رب کے فضل کے ساتھ ہو تو جھگڑے دفع کرنے والا ہے۔ کبھی علم بھی گمراہی کا سبب بن جاتا ہے۔ جیسے شیطان کا علم۔ رب فرماتا ہے۔ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ سیدھے راستہ کی ہدایت رب کے فضل سے ملتی ہے۔ علم' نسب' قوم' نبی کی اولاد ہونا اس کے لئے کافی نہیں ۴۔ شان نزول۔ احزاب کے دن مسلمانوں کو سخت بھوک' سردی' خوف پہنچے ان کی تسلی کے لئے یہ آیات نازل ہوئیں ۵۔ یہ کلمہ انتہائی شدت کے وقت ان حضرات کے منہ سے نکلا۔ نہ کسی شبہ کی بنا پر نکلا' نہ رب پر ناراضگی کی وجہ سے اس سے معلوم ہوا۔ کہ بے قرار کا یہ کہنا کہ خدایا! تو کب ہماری مدد کرے گا۔ یہ بھی ایک قسم کی دعا ہے۔ دعا کی نوعیتیں مختلف ہیں۔ ۶۔ یعنی انبیاء کرام اور مومنین سے کہا گیا کہ مت گھبراؤ نصرت الٰہی قریب ہے۔ یا اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام! اللہ کی مدد قریب ہے ۷۔ اس سے اشارۃً دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ راہ خدا میں حلال مال خرچ کرے۔ جیسا کہ خیر سے معلوم ہوا۔ رب فرماتا ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ، شب برات کا حلوہ اور میت کی فاتحہ اس کھانے پر کرنا جو میت کو مرغوب تھی اس سے مستنبط ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنی زندگی میں خیرات کرنا بہت اچھا ہے۔ جیسا کہ اَنْفَقْتُمْ سے معلوم ہوا ۸۔ معلوم ہوا کہ صدقہ اور خیرات پہلے قرابت داروں کو دو۔ پھر دوسروں کو۔ البتہ زکوٰۃ ماں باپ اور اپنی اولاد یا اپنی بیوی یا خاوند کو نہ دے۔ باقی کو دے سکتا ہے ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صرف مالی عبادت پر قناعت نہ کرے بلکہ ہر قسم کی عبادت کرے کیونکہ مَآ اَنْفَقْتُمْ کے بعد مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فرمایا گیا۔ دوسرے یہ کہ ہر عبادت میں صرف فرائض پر کفایت نہ کرے۔ نوافل بھی ادا کرے' جیسا کہ مِنْ خَيْرٍ سے معلوم ہوا۔ فرائض روحانی غذائیں اور نوافل روحانی میوے ہیں' پھل فروٹ وغیرہ۔

ا۔ یعنی نفس پر بھاری نہ کہ ناپسند۔ اس لئے صحابہ کرام رب کے حکم کو ناپسند نہ کرتے تھے۔ ناپسندیدگی تو کفر ہے اس سے معلوم ہوا کہ جہاد فرض ہے مگر جب کہ اس کے شرائط پائے جاویں یہ کبھی فرض کفایہ ہوتا ہے کبھی فرض عین۔ یہ بھی خیال رہے کہ فرض کے اسباب جمع کرنے بھی فرض ہوتے ہیں لہٰذا جب جہاد فرض ہو تو جہاد کی تیاری بھی فرض ہے۔ رب فرماتا ہے وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ ۲۔ انسان دنیاوی مصائب اور دعا قبول نہ ہونے پر رب سے ناراض نہ ہو۔ بلکہ سمجھے کہ اس میں میری ہی کوئی بہتری ہو گی۔ مریض میٹھی دوا مانگتا ہے۔ مگر طبیب کڑوی پلاتا ہے ۳۔ شان نزول۔ شروع اسلام میں سال میں چار ماہ جنگ حرام تھی۔ رجب' ذی قعدہ' ذی الحجہ اور محرم' مشرکین عرب بھی اس حرمت کے ہمیشہ سے قائل تھے۔ ایک بار عبداللہ بن جحش نے کیم رجب کو تیسویں جمادی الاخر سمجھ کر مشرکین سے جہاد کیا۔ اس پر بہت اعتراضات ہوئے تب یہ آیت کریمہ اتری۔ خیال رہے کہ رب نے صحابہ کے اس جہاد کو کبیر نہ فرمایا بلکہ عام حکم دیا۔ کیونکہ ان کا یہ جہاد غلطی سے تھا۔ اور کبیر لغوی معنی میں ہے نہ کہ بمعنی گناہ کبیرہ۔ کیونکہ اس وقت بھی ان مہینوں میں جنگ کرنا گناہ کبیرہ نہ تھا۔ ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ مسجد میں عبادت کرنے سے بلاوجہ روکنا اور مسلمانوں کو ان کے وطن سے نکالنا سخت جرم اور بڑا گناہ ہے' دوسرے یہ کہ ایک مجرم دوسرے قصوروار کو طعنہ دینے کا حق نہیں رکھتا۔ تاوقتیکہ اپنے گناہوں سے باز نہ آ جائے۔ کیونکہ رب نے کفار سے فرمایا کہ تم مسلمانوں کو ایک غلطی پر طعنہ دے رہے ہو اپنے گریبان میں منہ ڈالو۔ ۵۔ خلاصہ جواب یہ ہوا۔ کہ عبداللہ ابن جحش نے غلط فہمی کی بنا پر یہ جنگ کی لہٰذا وہ گنہگار نہ ہوئے تم اپنی خبر لو۔ تم دیدہ دانستہ اتنے بڑے بڑے جرم کر کے مسلمانوں کی ادنیٰ غلطی پر اعتراض کرتے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقبول بندوں پر جو اعتراض ہو رب اس کا جواب دیتا ہے۔ خود انہیں جواب کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اس سے صحابہ کی شان معلوم ہوئی ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر کبھی مومن کا دوست نہیں ہو سکتا۔ دوسرے یہ کہ صحابہ کرام پر بفضلہ تعالیٰ کافروں کا داؤ نہیں چل سکتا۔ ان کے ایمان محفوظ ہیں جیسا کہ اِنِ اسْتَطَاعُوْا سے معلوم ہوا۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ ارتداد سے تمام نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں لہٰذا اگر کوئی حاجی مرتد ہو جائے' پھر ایمان لائے تو وہ دوبارہ حج کرے۔ پہلا حج ختم ہو چکا۔ اس طرح زمانہ ارتداد میں جو نیکیاں کیں وہ قبول نہیں۔ کافر اصلی کی نیکیاں بعد قبول اسلام قابل ثواب ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مرتد کی توبہ قبول ہے۔ اگرچہ وہ اصل کافر سے سخت تر ہے ۸۔ مرتد کے اعمال دنیا میں تو اس طرح برباد ہوتے ہیں۔ کہ عورت نکاح سے نکل جاتی ہے۔ وہ اپنے کسی رشتہ دار کی میراث نہیں پاتا۔ اس کا مال غنیمت بنایا جا سکتا ہے۔ اس کے قتل کا حکم ہے' اس کے ساتھ محبت کے سارے تعلقات حرام ہو جاتے ہیں۔ اس کی کسی طرح کی مدد کرنا جائز نہیں۔ اور آخرت میں اس طرح برباد ہوتے ہیں کہ ان کی کوئی جزا نہیں۔ معلوم ہوا کہ خاتمہ کا اعتبار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو خاتمہ بالخیر نصیب کرے۔

عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا

تم پر فرض ہوا خدا کی راہ میں لڑنا اور وہ تمہیں ناگوار ہے ۱ اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری

شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ

لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ

شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ

تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ۲ تم سے پوچھتے ہیں

عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ۗ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ

ماہ حرام میں لڑنے کا حکم تم فرماؤ اس میں لڑنا بڑا

كَبِيْرٌ ۗ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ

گناہ ہے ۳ اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس پر ایمان نہ لانا اور مسجد حرام

الْحَرَامِ ۗ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ

سے روکنا اور اس کے بسنے والوں کو نکال دینا اللہ کے نزدیک یہ گناہ اس سے بھی بڑے ہیں ۴

وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۗ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ

اور ان کا فساد قتل سے سخت تر ہے ۵ اور ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے

حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ۗ وَمَنْ

یہاں تک کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اگر بن پڑے ۶ اور تم میں جو

يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ

کوئی اپنے دین سے پھرے پھر کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں

حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ

کا کیا اکارت گیا ۷ دنیا میں اور آخرت میں ۸ اور وہ دوزخ

اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا وہ جو ایمان

اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

لائے اور وہ جنہوں نے اللہ کیلئے اپنے گھر بار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں لڑے ۱

اُولٰٓىِٕكَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۲۱۸)

وہ رحمت الٰہی کے امید وار ہیں ۲ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۳

یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِؕ قُلْ فِیْهِمَاۤ اِثْمٌ

تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں ۴ تم فرماؤ کہ ان دونوں میں

كَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ٘ وَاِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَاؕ

بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے کچھ دنیوی نفع بھی ۵ اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا

وَیَسْــٴَـلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ۬ؕ قُلِ الْعَفْوَؕ كَذٰلِكَ

ہے ۶ اور تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں تم فرماؤ جو فاضل بچے ۷ اسی طرح

یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ (۲۱۹) فِی

اللہ تم سے آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم دنیا اور آخرت کے کام

الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِؕ وَیَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الْیَتٰمٰىؕ قُلْ

سوچ کر کرو ۸ اور تم سے یتیموں کا مسئلہ پوچھتے ہیں ۹ تم فرماؤ

اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَیْرٌؕ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْؕ

ان کا بھلا کرنا بہتر ہے ۱۰ اور اگر اپنا ان کا خرچ ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں

وَاللّٰهُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ

۱۱ اور خدا خوب جانتا ہے بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے اور اللہ چاہتا تو

لَاَعْنَتَكُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ (۲۲۰) وَلَا تَنْكِحُوا

تمہیں مشقت میں ڈالتا بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے اور مشرکہ والی عورتوں

الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى یُؤْمِنَّؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَیْرٌ

سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہو جائیں ۱۲ اور بیشک مسلمان لونڈی مشرکہ

۱۔ خیال رہے کہ رب نے مختلف مقامات پر مختلف اعمال کا ذکر فرمایا ہے۔ کبھی صرف نماز و روزہ، کبھی زکوٰۃ کا، کبھی ہجرت کا، کبھی جہاد کا بھی، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ آیات مختلف موقعوں پر اتریں۔ جب صرف نماز و زکوٰۃ ہی فرض ہوئی تھی تب صرف ان ہی کا ذکر فرمایا گیا اور جب روزہ یا ہجرت و جہاد بھی فرض ہو گئے تو ان کا بھی ذکر فرمایا گیا۔ لہٰذا آیات میں کسی قسم کا تعارض نہیں ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومن کبھی اپنے اعمال پر بھروسہ نہیں کرتا بلکہ امید رکھتا ہے جس میں خوف ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اصلی بخشش صرف رحمت الٰہی سے ہوگی نہ کہ نیک اعمال سے، تیسرے یہ کہ سچی امید وہ ہے جو اعمال کرنے کے بعد ہو۔ اعمال چھوڑنا پھر امید کرنا مذاق ہے امید نہیں ۳۔ مجاہدین اسلام جو عبداللہ ابن جحش کی سرکردگی میں جہاد کو گئے اور غلطی سے رجب کی پہلی تاریخ میں جہاد کر بیٹھے اور پچھلی آیت میں ان کی معافی کا اعلان ہوا تو بعض نے سمجھا کہ اچھا اس جنگ میں گناہ تو نہ ہوا مگر ثواب بھی نہ ملے گا۔ اس پر یہ آیت اتری جس میں اعلان ہوا۔ کہ یہ حضرات ثواب کے مستحق ہیں اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مجتہد اگر غلطی کرے تب بھی ثواب کا مستحق ہے دوسرے یہ کہ غلطی سے نماز خلاف قبلہ کی طرف ہو جائے یا بے خبری میں روزہ ان دنوں میں رکھ لیا جائے جن میں روزہ منع ہے پھر پتہ لگے تو یہ عبادتیں درست ہیں اور ثواب کا باعث ہیں ۴۔ جوئے کو میسر اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں ہارنے والے کا مال آسانی سے حاصل ہو جاتا ہے۔ جس چیز میں مال کا جانا آنا شرط غیر معلوم پر موقوف ہو تو وہ جوا ہے لہٰذا اس زمانے کی معمہ بازی خالص جوا ہے اسی طرح سٹہ اور وہ تجارتیں جن میں مالی ہار جیت ہے سب حرام ہیں ایسے ہی تاش شطرنج وغیرہ ۵۔ کہ کفار ان کے ذریعے سے کچھ روپے کما لیتے ہیں ۶۔ اس میں اشارۃً دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ یہ آیت شراب کے حرام ہونے کے بعد نازل ہوئی، ورنہ اسے گناہ نہ کہا جاتا۔ دوسرے یہ کہ شراب نوشی کا کبیرہ گناہ ہونا اضافی ہے یعنی نفع سے گناہ زیادہ۔ ورنہ شراب نوشی و جوا گناہ صغیرہ ہیں جو ہمیشگی سے کبیرہ بن جاتے ہیں ۷۔ یہاں ایک فعل چھپا ہوا ہے۔ یعنی ضروریات سے بچا ہوا خیرات کرو اگر یہ امر وجوب کے لئے ہے تو زکوٰۃ کی آیت سے منسوخ ہے اور اگر استحباب کے لئے ہے تو اب بھی باقی ہے۔ کیونکہ نفلی صدقے دینا بھی ثواب ہے ۸۔ یعنی اپنی ضروریات کو سوچ لو اور فاضل کو بھی۔ اگر تخمینہ میں غلطی ہو گئی تو معافی ہے۔ ۹۔ یتیم وہ نابالغ بچہ ہے جس کا باپ فوت ہو گیا ہو، اگر اس کے پاس مال ہو اور اپنے کسی ولی کی پرورش میں ہو اس کے احکام اس آیت میں مذکور ہیں کہ ولی خواہ اس یتیم کا مال اپنے مال سے ملا کر اس پر خرچ کرے یا علیحدہ رکھ کر جس میں یتیم کی بہتری ہو۔ لیکن ملانا خراب نیت سے نہ ہو ۱۰۔ اگرچہ اس آیت کا نزول یتیموں کی مالی اصلاح کے بارے میں ہوا۔ مگر لفظ اصلاح میں ساری مصلحتیں داخل ہیں۔ یتیموں کے اخلاق، اعمال، تربیت، تعلیم سب کی اصلاح کرنی چاہیے۔ یوں سمجھو کہ یتیم سارے اولیا بلکہ ساری مسلم قوم کی اولاد ہیں ۱۱۔ کیونکہ وہ مسلمان ہیں اور مسلمان آپس میں بھائی ہیں اور بھائی کا مال بھائی کو جائز طریقہ سے کھانا جائز ہے۔ لہٰذا اگر ان کے آٹے نمک وغیرہ کا کچھ حصہ ملانے سے تمہارے شکم میں پہنچ گیا تو تم پر کوئی پکڑ نہیں ۱۲۔ شان نزول۔ یہ آیت مرثد غنوی کے حق میں اتری۔ جس کا زمانہ جاہلیت میں ایک عورت عناق سے تعلق تھا۔ یہ مسلمان ہو کر مدینہ منورہ ہجرت کر کے آ گئے اور پھر خفیہ طور پر مسلمانوں کو مکہ سے نکالنے کے لئے مکہ بھیجے گئے۔ عناق کو ان کے آنے کی خبر ہوئی۔ وہ آئی اور طالب وصال ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں اور اسلام میں زنا حرام ہے، تو وہ بولی اچھا مجھ سے نکاح کر لو۔ ۱

(بقیہ صفحہ ۵۳) آپ نے فرمایا' یہ بھی حضور سے پوچھ کر۔ واپس آ کر آپ نے یہ مسئلہ حضور سے دریافت کیا۔ اس کے جواب میں یہ آیت اتری' خیال رہے کہ مشرکہ سے مراد اہل کتاب کے سوا تمام کافر عورتیں ہیں۔ کیونکہ اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح حلال ہے' باقی تمام کافر عورتوں سے حرام۔ ہاں اگر مسلمان عورت عیسائی ہو جائے تو اس سے بھی نکاح حرام ہے کہ وہ مرتدہ ہے' اہل کتاب نہیں۔

مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ

سے اچھی ہے اگرچہ وہ تمہیں بھاتی ہو اور مشرکوں کے نکاح میں نہ دو

حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ

جب تک وہ ایمان نہ لائیں لہ اور بے شک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے اگرچہ وہ

اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚۖ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا

تمہیں بھاتا ہو وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں ۲ اور اللہ جنت اور

اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ

بخشش کی طرف بلاتا ہے اپنے حکم سے ۳ اور اپنی آیتیں لوگوں کیلئے بیان کرتا ہے

لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ

کہ کہیں وہ نصیحت مانیں اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم

ع ۲۷

قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِى الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا

تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے الگ رہو ۴ حیض کے دنوں اور ان سے

تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ

نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہو لیں پھر جب پاک ہو جائیں ۵ تو ان کے پاس

مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ

جاؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا ۶ بے شک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے

وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۪ فَاْتُوْا

والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں تو

حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۫ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

آؤ اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو ۷ اور اپنے بھلے کا کام پہلے کرو ۸ اور اللہ سے ڈرتے رہو

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۲۳﴾ وَلَا تَجْعَلُوا

اور جان رکھو کہ تمہیں اس سے ملنا ہے اور اے محبوب بشارت دو ایمان والوں کو اور اللہ کو اپنی

۱۔ یہاں مشرک سے مراد کافر ہے۔ کیونکہ مومنہ عورت کا نکاح کسی کافر مرد سے جائز نہیں۔ اسی طرح اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ میں شرک سے مراد کفر ہے حضور کا منکر مشرک ہے اگرچہ خدا کو ایک مانے۔ جیسے شیطان ۲۔ تو ممکن ہے کہ اگر مومنہ عورت کافر کے نکاح میں جاوے تو وہ اسے کافر بنائے۔ اس میں دینی خطرہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرتد کے ساتھ بھی مومنہ کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ جیسے شیعہ' مرزائی' قادیانی' چکڑالوی وغیرہ۔ اس کے تجربے ہو بھی چکے ہیں' کہ ایسے نکاح کامیاب نہیں ہوتے۔ ۳۔ اس پوری آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ مومن و کافر کفو نہیں اگرچہ رشتہ دار ہوں۔ دوسرے یہ کہ اگر مشرکہ عورت اہل کتاب بن جاوے تو اس سے مسلمان مرد نکاح کر سکتا ہے۔ کیونکہ اہل کتاب عورت سے مسلمان مرد کا نکاح حلال ہے۔ تیسرے یہ کہ مشرک مرد اگر عیسائی ہو جائے تو اس سے مسلمان عورت کا نکاح درست نہیں۔ چوتھے یہ کہ کفار کی صحبت مسلمان کو جائز نہیں' کیونکہ وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں پانچویں یہ کہ اللہ تعالیٰ کے احکام ہزارہا حکمت پر مبنی ہیں' اگرچہ ہمیں اس کی خبر نہ ہو' وہ ہمیں جنت کی طرف بلاتا ہے' ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت سے لواطت حرام ہے' کیونکہ حیض کی حالت میں بالکل علیحدگی کا حکم دیا گیا۔ اگر یہ حلال ہوتی۔ تو اس کا استثناء فرما دیا جاتا۔ نیز جیسے حیض گندگی ہے' ویسے ہی لواطت گندگی ہے علت ایک رہے تو حکم بھی ایک۔ ۵۔ اگر دس دن سے کم میں حیض بند ہو تو غسل کے بعد یا بقدر غسل دیر سے' اور اگر دس دن پر بند ہو' تو فوراً صحبت کر سکتے ہو' اس لئے تطهرن کے معنی ہیں کہ خوب پاک ہو جائیں یعنی غسل بھی کر لیں۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ عورت سے لواطت حرام ہے۔ کیونکہ صحبت کرنے میں قید لگائی گئی من حیث امرکم اللہ کی' اور اللہ کا حکم ادھر نہیں ۷۔ لیٹ کر بیٹھ کر کھڑے کھڑے' بشرطیکہ صحبت صرف فرج میں ہو۔ کیونکہ یہ ہی راستہ کھیتی ہے' جس سے اولاد ہوتی ہے غرضیکہ یہاں انّٰی کیفیت کے عموم کے لئے ہے' نہ کہ محل صحبت کے عموم کے لئے۔ لڑکے سے لواطت کی حرمت کی صریح آیت موجود ہے۔ ۸۔ یعنی بیویوں میں مشغول ہو کر عبادات سے غافل ہو جاؤ۔ یا صحبت سے پہلے بسم اللہ پڑھ لیا کرو' تا کہ اولاد نیک ہو۔ بغیر بسم اللہ کے صحبت میں شیطان کی شرکت ہوتی ہے۔

اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَیْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا

قسموں کا نشانہ نہ بنالو لہ کہ احسان اور پرہیزگاری اور لوگوں میں صلح کرنے کی

بَیْنَ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝۲۲۴ لَا یُؤَاخِذُكُمُ

قسم کرلو لہ اور اللہ سنتا جانتا ہے اللہ تمہیں نہیں پکڑتا

اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْۤ اَیْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ یُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا

ان قسموں میں جو بے ارادہ زبان سے نکل جائے لہ ہاں اس پر گرفت فرماتا ہے جو

كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ۝۲۲۵ لِلَّذِیْنَ

کام تمہارے دلوں نے کئے لہ اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے وہ جو قسم کھا

یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآىِٕهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ

بیٹھتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے کی لہ انہیں چار مہینے کی مہلت ہے پس اگر

فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝۲۲۶ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ

اس مدت میں پھر آئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے لہ اور اگر چھوڑ دینے کا ارادہ پکا کرلیا

فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝۲۲۷ وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ

لہ تو اللہ سنتا جانتا ہے اور طلاق والیاں اپنی جانوں کو روکے

بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَلَا یَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ یَّكْتُمْنَ

رہیں تین حیض تک لہ اور انہیں حلال نہیں کہ چھپائیں وہ جو

مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْۤ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ یُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ

اللہ نے ان کے پیٹ میں پیدا کیا لہ اگر اللہ اور قیامت پر ایمان

وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ

رکھتی ہیں اور ان کے شوہروں کو اس مدت کے اندر ان کے

اِنْ اَرَادُوْۤا اِصْلَاحًا ؕ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ

پھیر لینے کا حق پہنچتا ہے لہ اگر ملاپ چاہیں اور عورتوں کا حق بھی ایسا ہی ہے جیسا

۱۔ عبداللہ ابن رواحہ نے قسم کھائی تھی کہ میں اپنے بہنوئی نعمان ابن بشیر سے نہ کلام کروں گا نہ ان کے گھر جاؤں گا اور ان کے مخالفین سے ان کی صلح نہ کراؤں گا۔ اس پر یہ آیت اتری' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ زیادہ قسمیں کھانا برا ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر اچھے کام کے لئے قسم کھائی جائے تو قسم توڑ دے' پھر کفارہ دے ۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ زیادہ قسمیں کھانا منع ہے زیادہ قسموں سے رزق گھٹتا ہے دوسرے یہ کہ قسموں کو گناہ کرنے یا نیکی نہ کرنے کا بہانہ نہیں بنانا چاہیے کہ ہم نماز کیسے پڑھیں ہم تو نہ پڑھنے کی قسم کھا چکے ہیں۔ تیسرے یہ کہ مسلمانوں میں صلح کرانی بہترین عبادت ہے' جیسے ان میں فساد پھیلانا بدترین جرم ہے' ۳۔ ایسی بے قصدی قسم کو قسم لغو کہتے ہیں نہ اس میں کفارہ ہے نہ گناہ اور اگر گزشتہ چیز پر جھوٹی قسم کھائے تو گناہ ہے کفارہ نہیں اسے قسم غموس کہتے ہیں اور اگر آئندہ پر قسم کھا کر توڑ دے تو کفارہ ہے اسے قسم منعقدہ کہتے ہیں' ان قسموں کا ذکر دوسری جگہ آئے گا ۴۔ مذہب حنفی میں كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ سے یہ مراد ہے کہ دیدہ دانستہ جھوٹ پر قسم کھائے اگر کسی واقعہ پر سچ سمجھ کر قسم کھائی اور وہ غلط نکلا تو یہ قسم لغو ہے گناہ نہیں' امام شافعی کے نزدیک قسم لغو وہ ہے جو بلا قصد منہ سے نکل جائے' جیسے لکھنؤ والے بولتے ہیں' آیئے واللہ۔ جایئے واللہ' یہ واللہ شافعی مذہب میں قسم لغو ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایلاء صرف منکوحہ بیوی سے ہو سکتا ہے لونڈی سے نہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ متعہ خالص زنا ہے کیونکہ ممتوعہ عورت بیوی نہیں ہوتی۔ اسی لئے مذہب شیعہ میں اس سے ایلاء نہیں ہو سکتا لہٰذا متعہ حرام ہے ۶۔ یہ قسم کھانا کہ میں اپنی بیوی سے چار ماہ تک صحبت نہ کروں گا اسے ایلاء کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر قسم توڑے اور چار ماہ کے اندر صحبت کرے' یا منہ سے کہہ دے یا صحبت کا وعدہ کرے۔ تب تو اس پر قسم کا کفارہ واجب ہے۔ ورنہ چار ماہ کے بعد عورت کو طلاق بائنہ پڑ جائے گی اس آیت میں اسی کا بیان ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایلاء میں چار ماہ تک رجوع نہ کرے تو طلاق واقع ہو گی نکاح فسخ نہ ہو گا۔ لہٰذا اس کے بعد دوسری طلاق بھی پڑ سکتی ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ بالغہ عورت اپنے نفس کی خود مختار ہے' کسی ولی کو اس پر جبر کا حق نہیں کیونکہ یہاں نکاح سے روکے رکھنے کا خود عورتوں کو حکم دیا گیا۔ یہ نہ فرمایا گیا کہ اے ولیو' تم انہیں روکے رہو۔ مسئلہ :۔ طلاق میں اس عورت پر عدت واجب ہو گی جس کے ساتھ خلوت صحیحہ یا صحبت ہو چکی ہو۔ ورنہ نہیں جیسا کہ دوسری جگہ قرآن کریم میں ہے۔ ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ عدت والی عورت کو چاہیے کہ اپنا حمل یا حیض نہ چھپائے نہ اس میں غلطی بیانی کرے' ورنہ اگر غلط بیانی کی وجہ سے رجعت یا نکاح ثانی میں غلطی ہوئی۔ تو وہ گنہگار ہو گی۔ دوسرے یہ کہ عدت اور حمل وغیرہ میں صرف عورت ہی کا قول معتبر ہے' اگر خاوند کہتا ہے کہ ابھی عدت نہیں گزری وہ کہتی ہے کہ گزر گئی ہے اور مدت بھی اتنی گزر چکی ہے کہ جس میں عدت پوری ہو سکتی ہے تو عورت ہی کی بات مانی جائے گی۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ طلاق رجعی میں دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں۔ صرف رجوع کافی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ طلاق رجعی میں عورت کی مرضی ضروری نہیں۔ صرف مرد کا رجوع کافی ہے' ہاں ظلم کے لئے رجوع کرنا سخت برا ہے۔ بلکہ نبھانے کے لئے رجوع کرنا چاہیے۔

بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ

ان پر ہے شرع کے موافق لہ اور مردوں کو ان پر فضیلت ہے لہ اور اللہ غالب

حَكِيْمٌ ﴿۲۲۸﴾ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ

حکمت والا ہے یہ طلاق دو بار تک ہے لہ پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا

تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ

نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے لہ اور تمہیں روا نہیں کہ جو کچھ عورتوں کو دیا اس میں

اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ

سے کچھ واپس لو لہ مگر جب دونوں کو اندیشہ ہو کہ اللہ کی حدیں قائم نہ کریں گے

اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ

پھر اگر تمہیں خوف ہو لہ کہ وہ دونوں ٹھیک انہیں حدوں پر نہ رہیں گے تو ان پر

عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا

کچھ گناہ نہیں اس میں جو بدلہ دے کر عورت چھٹی لے لہ یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے

تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ

ظالم ہیں پھر اگر تیسری طلاق اسے دی لہ تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی

حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ

جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے لہ پھر وہ دوسرا اگر اسے طلاق دے دے

عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ

تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں لہ اگر سمجھتے ہوں کہ اللہ کی حدیں

اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾

نبھائیں گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جنہیں بیان کرتا ہے دانشمندوں کے لئے

ع ۲۹

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عورت پر مرد کا حق خدمت ہے اور مرد پر عورت کا حق پرورش۔ دوسرے یہ کہ اپنی لونڈی سے نکاح جائز نہیں کیونکہ بیوی کا خاوند پر قانونی حق ہوتا ہے اور لونڈی کا مولیٰ پر کوئی حق نہیں۔ لہٰذا زوجیت اور امومیت کا اجتماع نہیں ہو سکتا ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کہتا ہے کہ شوہر و بیوی کے حقوق برابر ہیں وہ جھوٹا ہے مرد عورت سے افضل ہے۔ اس کے حقوق زیادہ ہیں کیونکہ عورت کا خرچہ اور مہر مرد کے ذمہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کے حقوق بھی زیادہ ہوں گے' انصاف کا یہی تقاضا ہے ۳۔ یعنی طلاق رجعی جس میں عدت کے اندر مرد کو رجوع کا حق ہوتا ہے۔ وہ دو طلاقیں ہیں۔ اَلطَّلَاقُ فرما کر اس طرف اشارہ فرمایا کہ طلاق رجعی صریح ہوتی ہے اور طلاق کنایہ اکثر بائنہ ہوتی ہے۔ جس میں دوبارہ نکاح کرنا پڑتا ہے ۴۔ بھلائی سے روکنا یہ ہے کہ عدت میں رجوع کرے مگر آباد کرنے کے لئے نہ کہ برباد کرنے کے لئے اور نکوئی سے چھوڑنا یہ ہے کہ تیسری اور دے کر مغلظہ کر دے۔ جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ یا عدت گزر جانے دے رجوع نہ کرے کہ وہ طلاق بائنہ بن جاوے۔ ۵۔ اس سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ زوجین ایک دوسرے سے دیا ہوا ہبہ واپس نہیں لے سکتے زوجیت مانع رجوع ہے۔ مانع رجوع کل سات ہیں جن کو فقہاء نے دمع خزقہ میں جمع فرمایا۔ لفظ ز سے زوجیت مراد ہے' اسی طرح خاوند بیوی سے مہر بھی واپس نہیں لے سکتا۔ ۶۔ اس میں قوم کے سردار' ولی یا زوجین کے وارثوں کو خطاب ہے جو اختلاف کے موقع پر بیچ بچاؤ کرتے ہیں ۷۔ اس طلاق کا نام خلع ہے۔ شان نزول۔ یہ آیت جمیلہ بنت عبداللہ کے حق میں اتری۔ جنہوں نے اپنے خاوند ثابت بن قیس سے مہر کا باغ واپس دے کر طلاق حاصل کی۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ خلع طلاق ہے فسخ نکاح نہیں کیونکہ یہاں فدیہ دینے کا ذکر فرمایا۔ جو عورت کا کام ہے۔ مرد کے کام کا ذکر نہ فرمایا۔ معلوم ہوا کہ شوہر کا کام وہی ہے جو اوپر گزرا یعنی طلاق۔ دوسرے یہ کہ عورت کا کام خلع میں صرف فدیہ دینا ہے' طلاق مرد ہی دے گا نہ کہ حاکم یا خود عورت' تیسرے یہ کہ خلع میں جو فدیہ طے ہو جائے وہ دینا پڑے گا۔ اگرچہ مہر سے زیادہ ہو۔ لیکن مہر سے زیادہ لینا مکروہ ہے۔ چوتھے یہ کہ خلع میں مال عورت دے گی اگر کوئی اور شخص مال دے کر طلاق حاصل کرے عورت کو خبر بھی نہ ہو تو خلع نہیں' جیسا کہ پنجاب میں رواج ہے پانچویں یہ کہ خلع میں طلاق بائنہ واقع ہو گی۔ کیونکہ فدیہ وہ مال ہے جو خاوند کو دے کر جان چھڑائی جائے اور طلاق رجعی میں عورت کی جان چھوٹتی نہیں۔ ۸۔ یعنی دو طلاقوں کے بعد خواہ بغیر مال کے دی جائیں یا مال لے کر یعنی خلع کی شکل میں اس سے معلوم ہوا۔ کہ خلع کے بعد بھی طلاق ہو سکتی ہے۔ اور خلع طلاق ہے۔ فسخ نکاح نہیں ورنہ اس کے بعد یہ طلاق نہ ہوتی ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ حلالہ میں صرف دوسرا نکاح کافی نہیں' بلکہ دوسرے خاوند کی صحبت ضروری ہے' کیونکہ تنکح کے معنی ہیں صحبت اور لفظ زوجًا سے نکاح ثابت ہوا۔ ۱۰۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ تین طلاقوں میں حلالہ کے بعد پھر پہلے خاوند سے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں' دوسرے یہ کہ اگر اب دوبارہ نکاح ہو تو اس میں مرد عورت دونوں کی رضامندی ضروری ہے۔ اس لئے یتراجعا اور ظنّا تثنیہ کے صیغے ارشاد ہوئے۔ تیسرے یہ کہ حلالے کے بعد جو نکاح ہو گا' اس میں پھر خاوند تین طلاقوں کا مالک ہو گا۔ کیونکہ یہاں یتراجعا فرمایا گیا ہے۔ رجوع کے معنی ہیں پہلی حالت کی طرف واپس ہونا' اور پہلی حالت میں تین طلاق کی ملکیت تھی۔ لہٰذا اب بھی یہی ہو گی۔

ا۔ یا اس طرح کہ تیسری طلاق اور دے دو یا اس طرح کہ عدت گزر جانے دو۔ رجوع نہ کرو ٢۔ اس طرح کہ عورت کو رکھنے کی نیت نہ ہو۔ اس کی عدت بڑھانے یا اس سے کچھ لینے' یا اسے پریشان کرنے کی نیت سے رجوع کرو۔ یہ سخت ظلم اور جرم ہے ٣۔ شان نزول۔ یہ آیت ثابت ابن یسار انصاری کے متعلق نازل ہوئی جنہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور جب عدت ختم ہونے لگی' تو محض عدت بڑھانے اور عورت کو پریشان کرنے کے لئے رجوع کر لیا۔ کئی بار ایسا کیا۔ ٤۔ یعنی احکام الٰہی کو مذاق نہ سمجھو اور ظلم کے لئے نکاح یا طلاق کو استعمال نہ کرو۔ ورنہ عورت سے زیادہ تم کو نقصان پہنچے گا۔ کہ اللہ کے مجرم بنو گے۔ ٥۔ کہ تمہیں اپنے حبیب کی امت میں بنایا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ محفل میلاد شریف اچھی چیز ہے کہ اس میں خدا کی بڑی نعمت یعنی حضور کی تشریف آوری کا ذکر ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ٦۔ معلوم ہوا کہ قرآن کے ساتھ حدیث کی بھی ضرورت ہے' کیونکہ کتاب سے مراد قرآن مجید ہے اور حکمت سے مراد حدیث شریف ٧۔ جو یہ خیال رکھے کہ میرے ہر کام رب جانتا ہے وہ انشاء اللہ کبھی گناہ کی جرأت نہ کرے گا۔ یہ دھیان تقویٰ کی اصل ہے۔ جاننا ماننا اور ہے خیال رکھنا کچھ اور۔ یہاں واعلموا سے خیال رکھنا مراد ہے۔ ٨۔ اس سے معلوم ہوا کہ بالغہ عورت اپنا نکاح خود کر سکتی ہے۔ ولی کی اجازت لازم نہیں کیونکہ یہاں نکاح کو عورت کی طرف نسبت کیا گیا ہے۔ ہاں غیر کفو میں نکاح نہیں کر سکتی' جس میں عورت کے میکے والوں کو شرم و عار ہو ٩۔ اس سے معلوم ہوا کہ نکاح میں کوئی ناجائز بات پر رضامندی کی نہ جائے' اگر کی بھی گئی تو وہ معتبر نہ ہو گی۔ یہاں تک کہ اگر نکاح میں شراب یا خنزیر پر مقرر کیا گیا۔ تو یہ معتبر نہ ہو گا۔ مہر مثل وغیرہ دینا ہو گا۔ اس لئے بالمعروف کی قید لگائی ١٠۔ اس سے معلوم ہوا کہ لڑکی کو بلاوجہ اس کی پسندیدہ جگہ نکاح کرنے سے روکنا ہزارہا خرابیوں کا باعث ہے۔ ہمیشہ اولاد کی پسندیدہ جگہ نکاح کراؤ۔ یا انہیں خود کرنے دو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ احکام شرعیہ مسلمانوں پر جاری ہیں نہ کہ کفار پر۔ کیونکہ یہاں اعلان فرما دیا گیا۔ کہ یہ نصیحت مومنوں کو دی جا رہی ہے۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ

اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد آ لگے تو اس وقت تک یا بھلائی

بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ

کے ساتھ روک لو یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دو [1] اور انہیں ضرر دینے کے لئے

ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ

روکنا نہ ہو کہ حد سے بڑھو [2] اور جو ایسا کرے وہ اپنا ہی نقصان

نَفْسَهٗ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّاذْكُرُوْا

کرتا ہے [3] اور اللہ کی آیتوں کو ٹھٹھا نہ بنا لو [4] اور یاد کرو

نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ

اللہ کا احسان جو تم پر ہے [5] اور وہ جو تم پر کتاب اور

وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ

حکمت [6] اتاری تمہیں نصیحت دینے کو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو

اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٢٣١﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ

کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے [7] اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور

فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ

ان کی میعاد پوری ہو جائے تو اے عورتوں کے والیو انہیں نہ روکو اس سے کہ

اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ذٰلِكَ

اپنے شوہروں سے نکاح کر لیں [8] جب کہ آپس میں موافق شرع رضامند ہو جائیں [9] یہ نصیحت

يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

اسے دی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو

الْاٰخِرِ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَ

یہ تمہارے لئے زیادہ ستھرا اور پاکیزہ ہے [10] اور اللہ جانتا ہے اور

اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾ وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ

تم نہیں جانتے اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو

حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ

پورے دو برس اس کے لئے جو دودھ کی مدت پوری کرنی چاہے

وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ

اور جس کا بچہ ہے اس پر عورتوں کا کھانا اور پہننا ہے

بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ

حسب دستور کسی جان پر بوجھ نہ رکھا جائے گا مگر اس کے مقدور بھر

لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ ۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ

ماں کو ضرر نہ دیا جائے اس کے بچہ سے اور نہ اولاد والے کو اس کی اولاد سے یا ماں

بِوَلَدِهٖ ۗ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ

ضرر نہ دے اپنے بچہ کو اور نہ اولاد والا اپنی اولاد کو۔ اور جو باپ کا قائمقام ہے اس پر

اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ

بھی ایسا ہی واجب ہے پھر اگر ماں باپ دونوں آپس کی رضا اور مشورے سے دودھ چھڑانا

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا

چاہیں تو ان پر گناہ نہیں اور اگر تم چاہو کہ دائیوں سے اپنے بچوں کو

اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ

دودھ بلواؤ تو بھی تم پر مضائقہ نہیں جب کہ جو دینا ٹھہرا تھا

اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ

بھلائی کے ساتھ انہیں ادا کر دو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ

اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۳﴾ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ

اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور تم میں جو مریں اور بیبیاں

۱۔ شان نزول۔ یہ مذکورہ آیت معقل ابن یسار کے حق میں نازل ہوئی جن کی بہن عاصم ابن عدی کے نکاح میں تھیں، انہوں نے طلاق دے دی۔ عدت کے بعد پھر عاصم نے انہیں سے دوبارہ نکاح پڑھنا چاہا۔ مگر معقل راضی نہ ہوئے۔ تب یہ آیت اتری ۲۔ دو سال سے پہلے بھی دودھ چھڑا سکتے ہیں۔ اگر ماں باپ اس میں مصلحت دیکھیں۔ ہاں دو برس کے بعد دودھ نہیں پلا سکتے ۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بچہ باپ کا ہے پرورش کا خرچہ اس پر ہے، دوسرے یہ کہ بعد طلاق اگر ماں دودھ پلانا چاہے۔ تو باپ دوسری عورت کو بچہ نہیں دے سکتا۔ تیسرے یہ کہ ماں دودھ پلانے کی اجرت بعد طلاق کے لے سکتی ہے، چوتھے یہ کہ دودھ کی اجرت روٹی کپڑا بھی ہو سکتا ہے اگرچہ اس میں خبر نہیں ہوتی کہ کتنا کھائے گی اور کتنا پہنے گی ۴۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ بچہ باپ کا ہے کیونکہ باپ کو رب نے مولود لہ فرمایا۔ اس سے بہت سے مسائل مستنبط ہوں گے۔ مثلاً یہ کہ نسب باپ سے ہے ماں سے نہیں، اگر باپ سید ہے اور ماں غیر سید تو بچہ سید ہے۔ خرچہ باپ کے ذمہ ہوگا نہ کہ ماں کے ذمہ، دودھ اور تعلیم باپ پر ہے نہ کہ ماں پر۔ دائی کی تنخواہ باپ دے گا نہ کہ ماں ۵۔ اس طرح کہ مطلقہ ماں کو بغیر اجرت دودھ پلانے پر مجبور کیا جاوے اور باپ کا نقصان یہ ہے کہ بچہ کی مطلقہ ماں زیادہ اجرت مانگتی ہو۔ دوسری عورت کم، تو باپ کو اس پر مجبور کیا جاوے کہ اس کی ماں ہی سے دودھ پلوائے۔ یہ دونوں باتیں نہ ہوں گی۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ یتیم بچہ کے ولی بچہ کی پرورش کریں۔ اور جو ذمہ داریاں باپ پر تھیں وہ اب اس ولی پر ہوں گی۔ بچہ کے ولی وہ عصبات ہیں جو میراث کے مستحق ہوں پھر دیگر لوگ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ دو برس سے پہلے بھی بچہ کا دودھ چھڑایا جا سکتا ہے۔ جب بچہ کا اس میں فائدہ ہو۔ یعنی دو برس سے زیادہ دودھ نہ پلایا جائے کم پلایا جا سکتا ہے ۸۔ معلوم ہوا کہ ماں باپ چاہیں تو کسی دوسری دائی سے بھی بچہ کو دودھ پلوا سکتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ جو کچھ دائی سے طے ہوا ہو وہ بخوشی دیدیں ہمارے حضور کو حضرت شفاء بنت عبداللہ، حضرت ثویبہ اور حضرت حلیمہ نے دودھ پلایا۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ دودھ پلانے والی کا خرچہ تنخواہ وغیرہ باپ پر واجب ہے، ماں وغیرہ پر نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر خود ماں دودھ پلانا چاہے۔ تو باپ جبراً دائی سے نہ پلوائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر بچہ دائی یا بکری کے دودھ سے پلا ہو۔ تو ماں کا حق مادری کم نہ ہو جائے گا۔ یوں ہی اگر بعد طلاق ماں بچہ کے باپ سے تنخواہ لے کر دودھ پلائے۔ تو بھی حق مادری وہ ہی رہے گا۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے فرعون سے تنخواہ لے کر آپ کی پرورش کی تو اس سے حق مادری میں فرق نہ آیا ۱۰۔ وفات میں بہر حال عدت واجب ہے خلوت ہوئی ہو یا نہ مگر طلاق میں بغیر خلوت عدت نہیں۔ رب فرماتا ہے وَاِذَا طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مَالَمْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا اس لئے کہ اس آیت میں خلوت وغیرہ کی قید نہ لگائی گئی۔ اور یہ عدت غیر حاملہ کی ہے۔ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔ جیساکہ دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ نکاح اور اسباب نکاح سے۔ یعنی بناؤ سنگار سے بھی رو کیں۔ یہ حکم نابالغہ' بالغہ اور بوڑھی تمام عورتوں پر شامل ہے جن کے خاوند مرگئے ہوں ان سب کی عدت یہی ہے ۲۔ اس سے اشارۃً" دو مسئلے معلوم ہو رہے ہیں۔ ایک یہ کہ عورت پر عدت میں سوگ کرنا ضروری ہے۔ یعنی بناؤ سنگار چھوڑنا دوسرے یہ کہ اگر عدت میں عورت بناؤ سنگھار کرے تو اس کے ورثا بھی گنہگار ہیں۔ باوجود طاقت کے گناہ سے نہ روکنا بھی گناہ ہے۔ جو اسے منع نہ کریں۔ ۳۔ یعنی زینت اور بناؤ سنگار' کیونکہ سنگار عدت میں کرنا منع ہے۔ جب عدت بھی گزر گئی تو حرمت بھی جاتی رہی' بشرطیکہ ناجائز سنگار نہ کریں اور بے پردہ نہ پھریں۔ جیسا کہ بالمعروف سے معلوم ہوا۔

۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ عدت کے زمانے میں نکاح کا پیغام صراحۃ" دینا منع ہے دوسرے یہ کہ کنایۃ" پیغام دینا جائز ہے۔ مثلاً اس کی عدت کا خرچہ یہ شخص خود برداشت کرے جو نکاح کرنا چاہتا ہے' یا کہے کہ مجھے نکاح کی ضرورت ہے۔ یا کہے کہ تجھے رب تکلیف نہ ہونے دے گا ۵۔ یعنی نکاح کرنا تو کیا معنی نکاح کا ارادہ بھی نہ کرو۔ مسئلہ :۔ عدت کے اندر نکاح باطل ہے اور اگر غلطی سے یہ سمجھتے ہوئے نکاح ہو جاوے کہ عدت گزر گئی حالانکہ نہیں گزری تھی تو نکاح فاسد ہے۔ نکاح فاسد اور باطل کا فرق ہمارے فتاوٰی نعیمیہ میں ملاحظہ کرو۔ ۶۔ اس سے اشارۃً معلوم ہو رہا ہے کہ ارادہ گناہ پر پکڑ ہو گی۔ گناہ کا ارادہ بھی گناہ ہے' خیال گناہ گناہ نہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ دیدہ دانستہ عدت میں نکاح کرنا باطل ہے کیونکہ یہاں فرمایا گیا وَلَا تَعْزِمُوْا ارادہ نہ کرو۔ کیونکہ ارادہ دانستہ چیز کا ہوتا ہے۔ ۷۔ اَنْفُسِكُمْ فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ احکام مسلمانوں پر جاری ہیں کفار پر نہیں' کفار پر ان کے مذہب کے مطابق ہمارا حاکم فیصلہ کرے گا۔ ان کو دینی آزادی حاصل ہو گی' ہاں سیاسی احکام ان پر بھی جاری ہوں گے لہٰذا ان میں سے جو چوری کرے گا۔ اس کا ہاتھ کٹے گا۔

مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ

چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے

اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا

آپ کو روکے رہیں ۱ؔ تو جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو اے والیو

جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ

تم پر مواخذہ نہیں ۲ؔ اس کام میں جو عورتیں اپنے معاملہ میں موافق شرع کریں ۳ؔ

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۳۴﴾ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے اور تم پر گناہ نہیں اس بات میں

فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ

جو پردہ رکھ کر تم عورتوں کے نکاح کا پیام دو ۴ؔ یا اپنے دل میں

فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ

چھپا رکھو اللہ جانتا ہے کہ اب تم ان کی یاد کرو گے ہاں

لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّاۤ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا

ان سے خفیہ وعدہ نہ کر رکھو مگر یہ کہ اتنی بات کہو جو شرع میں

مَّعْرُوْفًا ۬ؕ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى

معروف ہے اور نکاح کی گرہ پکی نہ کرو ۵ؔ جب تک

يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ

لکھا ہوا حکم اپنی میعاد کو نہ پہنچ لے اور جان لو کہ اللہ تمہارے دل

مَا فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ

کی جانتا ہے ۶ؔ تو اس سے ڈرو ۷ؔ اور جان لو کہ اللہ

غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۳۵﴾ ع لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ

بخشنے والا حلم والا ہے تم پر کچھ مطالبہ نہیں اگر تم عورتوں کو

ع ۱۴

النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚۖ

طلاق دو جب تک تم نے ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو لے یا کوئی مہر مقرر نہ کر لیا ہو ٢

وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ

اور ان کو کچھ برتنے کو دو ٣ مقدور والے پر اس کے لائق اور تنگ

قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٢٣٦﴾

دست پر اس کے لائق حسب دستور کچھ برتنے کی چیز یہ واجب ہے بھلائی والوں پر ٤

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَ

اور اگر تم نے عورتوں کو بے چھوئے طلاق دے دی ٥

قَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ

اور ان کے لئے کچھ مہر مقرر کر چکے تھے تو جتنا ٹھہرا تھا اس کا آدھا واجب ہے

اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ

مگر یہ کہ عورتیں کچھ چھوڑ دیں ٦ یا وہ زیادہ دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی

النِّكَاحِ ۭ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۭ وَلَا تَنْسَوُا

گرہ ہے ٧ اور اے مردو تمہارا زیادہ دینا پرہیزگاری سے نزدیک تر ہے ٨ اور آپس

الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٢٣٧﴾

میں ایک دوسرے پر احسان کو بھلا نہ دو ٩ بے شک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۤ وَقُوْمُوْا

نگہبانی کرو سب نمازوں کی ١٠ اور ١١ بیچ کی نماز کی ١٢ اور کھڑے ہو

لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿٢٣٨﴾ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ

اللہ کے حضور ادب سے ١٣ پھر اگر خوف میں ہو ١٤ تو پیادہ یا سوار جیسے بن پڑے پھر جب

اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا

اطمینان سے ہو تو اللہ کی یاد کرو جیسا اس نے سکھایا جو تم نہ

١۔ ہاتھ لگانے سے مراد صحبت کرنا ہے اور خلوت صحیحہ صحبت کے حکم میں ہے۔ خلوت صحیحہ خاوند بیوی کا تنہائی میں جمع ہونا اور صحبت کا مانع عورت کی طرف سے نہ ہونا ہے۔ بعض صورتوں میں مرد کے مانع کا بھی اعتبار ہے ٢۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہر مثل آدھا واجب نہیں ہوتا۔ یا کل ہوتا ہے یا بالکل نہیں۔ یعنی اگر عورت سے بغیر ذکر مہر نکاح کیا تو اگر خلوت کے بعد طلاق دے دی تو کل مہر مثل لازم آئے گا اور اگر خلوت سے پہلے طلاق دے دی تو بالکل مہر واجب نہیں۔ صرف ایک جوڑا دے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نکاح بغیر مہر کے جائز ہے۔ مہر کا ذکر نکاح کے لئے شرط نہیں بلکہ اگر یہ بھی کہہ کر نکاح کیا ہو کہ مہر بالکل نہ دوں گا تب بھی نکاح ہو جائے گا اور اگر بعد خلوت طلاق دی تو مہر مثل واجب ہو گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ طلاق میں زوج مستقل ہے۔ یعنی جیسے نکاح عورت' مرد' دونوں کی رضا سے ہوتا ہے' ایسے ہی طلاق میں قید نہیں۔ صرف خاوند طلاق دے سکتا ہے۔ عورت قبول کرے یا نہ کرے ٣۔ اگر کسی عورت سے بغیر مہر مقرر کئے نکاح کیا اور صحبت و خلوت سے پہلے طلاق دے دی تو اسے صرف جوڑا دیا جاوے۔ یہ جوڑا بقدر وسعت ہو گا۔ امیر پر قیمتی کپڑے کا جوڑا غریب پر معمولی۔ اگر مہر مقرر ہو پھر قبل خلوت طلاق ہو تو مقررہ مہر کا نصف ملے گا ٤۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جس عورت سے بغیر ذکر مہر نکاح کیا ہو۔ پھر بغیر خلوت طلاق دے دی ہو۔ تو اسے جوڑا یعنی کرتہ' پاجامہ' دوپٹہ دینا واجب ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ جوڑا خاوند کی حیثیت کا ہو گا۔ یہ دونوں مسئلے لفظ علیٰ اور لفظ قدرہٗ سے معلوم ہوئے ٥۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ اگر بغیر خلوت ہوئے خاوند مر جائے تو عورت کو پورا مہر مقررہ ملے گا۔ مہر کا آدھا ہونا طلاق قبل خلوت میں ہے ٦۔ عورت کی معافی یہ ہے کہ نصف سے بھی کم مہر وصول کرے باقی معاف کر دے' اور مرد کی معافی یہ ہے کہ نصف سے زیادہ یا پورا مہر مقرر کردہ دے دے ٧۔ معلوم ہوا کہ نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی گئی ہے' طلاق کا اس کو ہی حق ہے عورت کو نہیں۔ نہ خلع میں نہ بغیر خلع۔ یعنی خلع میں مرد کی مرضی پر طلاق موقوف ہو گی۔ آج کل عوام نے جو خلع کے معنی سمجھے ہیں کہ عورت اگر مال دے دے تو بہرحال طلاق ہو جاوے گی خواہ مرد طلاق دے یا نہ دے' یہ غلط ہے ٨۔ یعنی طلاق کی صورت میں عورت کو تم زیادہ دینے کی کوشش کرو اس سے معاف کرانے کی کوشش نہ کرو کہ تم حاکم ہو حاکم دیتا ہوا اچھا معلوم ہوتا ہے نہ کہ لیتا ہوا۔ ٩۔ یعنی طلاق کے بعد آپس میں حسد و کینہ نہ ہو' اسلامی اور قرابت کے حقوق کا لحاظ رکھا جائے ١٠۔ اس نگہبانی میں ہمیشہ نماز پڑھنا باجماعت پڑھنا درست پڑھنا صحیح وقت پر پڑھنا سب داخل ہیں۔ یہ آیت اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کی تفسیر ہے۔ ١١۔ بیچ کی نماز سے عصر کی نماز مراد ہے۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ فرض نمازیں پانچ ہیں' کیونکہ بیچ کی نماز وہ کہلائے گی جس کے آس پاس برابر عدد ہوں اور عدد کم از کم دو ہیں' ایک تو عدد نہیں' تو نمازیں پانچ ہوئیں' عصر کی نماز کی تاکید دو وجہ سے ہے' ایک تو اس وقت دن و رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں۔ دوسرے اس وقت کاروبار چمکتے ہیں۔ سیر و تفریح ہوتی ہے۔ ١٢۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ نماز میں قیام فرض ہے۔ 'قُوْمُوْا' امر ہے۔ دوسرے یہ کہ نماز جماعت سے پڑھنی چاہیئے قُوْمُوْا جمع ہے۔ تیسرے یہ کہ نماز میں کھانا پینا' بات چیت کرنا حرام ہے۔ جیسا کہ قٰنِتِیْنَ سے معلوم ہوا۔ خیال رہے کہ نماز میں گفتگو کرنا اس آیت سے منسوخ ہے اور امام کے پیچھے قرات کرنا وَاَنْصِتُوْا سے منسوخ ہے۔ ١٣۔ یعنی اتنا خوف بڑھ جائے کہ ایک جگہ ٹھہرنا ناممکن ہو جائے اور اگر ٹھہرنا ممکن ہو تو اس کے لئے وہ طریقہ ہے' جو اس آیت میں مذکور ہے وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ

۱۔ یعنی زیادہ خوف کی حالت میں تو پیدل و سوار نماز پڑھ لینے کی اجازت ہے، مگر اطمینان کی حالت میں نماز کے تمام ارکان قیام و قعود وغیرہ ادا کرنا لازم ہے۔ آج کل بلا ضرورت جو مسافر ریل میں بیٹھ کر نماز پڑھ لیتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ اگر وقت جارہا ہو اور گاڑی ٹھہرتی نہ ہو۔ تو جیسے بن پڑے پڑھ لے۔ مگر بعد میں اس کا اعادہ کرے ۲۔ یہ آیت میراث کی آیت سے منسوخ ہے اب بعد وفات عورت کو خرچہ نہ ملے گا۔ بلکہ میراث ملے گی' لہٰذا یہ آیت دو طرح منسوخ ہوئی۔ نان و نفقہ دینے میں اور ایک سال کی مدت کے بارے میں ۳۔ یہ آیت سب کے نزدیک عدت کی آیت سے منسوخ ہے کیونکہ اب وفات کی عدت یا وضع حمل ہے یا چار ماہ دس دن ہیں' اور یہاں ایک سال کا ذکر ہے۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت عورت کو خاوند کے مرنے کے بعد ایک سال تک خاوند کے گھر رہنے کا بھی حق تھا اور کھانے پینے کا بھی' لیکن یہ عورت کا اپنا حق تھا اگر چاہے رہے چاہے نہ رہے۔ مگر ایک سال تک نکاح نہ کر سکتی تھی۔ اب یہ حکم منسوخ ہو چکا ۵۔ یعنی جائز زینت اور خوشبو لگانا سوگ چھوڑ دینا' دوسرے نکاح کی تیاری کرنا' اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت بھی عورت پر ایک سال کی عدت واجب نہ تھی بلکہ حکم یہ تھا کہ اگر وہ پہلے خاوند کے حق میں بیٹھنا چاہے تو ایک سال تک اسے خاوند کے مال سے نان و نفقہ دینا پڑتا تھا۔ یعنی عورت خود مختار تھی اور مرد کے ورثاء پابند تھے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ عدت طلاق میں نان و نفقہ طلاق دینے والے خاوند پر ہے۔ وفات میں عورت کو چونکہ میراث ملتی ہے لہٰذا عدت کا خرچہ خاوند کے مال سے نہیں ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ شرعی احکام فقط عقل سے معلوم نہیں ہو سکتے۔ ورنہ ان کے لئے آیات اتارنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ دوسرے یہ کہ شریعت کے سارے احکام ایسے نہیں جن کی حکمتیں عقل نہ معلوم کر سکے۔ بہت سے وہ احکام ہیں جن کی حکمتیں عقل سے معلوم ہو جاتی ہیں' مسائل کی حکمتیں ہماری کتاب اسرار الاحکام میں ملاحظہ کرو۔ ۸۔ یہ واقعہ شہر واسط علاقہ داور دوان کا ہے' وہاں کے لوگ طاعون سے بچنے کے لئے بھاگے تھے اور مرگئے پھر عرصہ کے بعد حضرت حزقیل علیہ السلام کی دعا سے زندہ ہوئے ۹۔ موت کا ڈر اچھا بھی ہے اور برا بھی' اگر اس ڈر سے انسان گناہوں سے توبہ کرے تو اچھا ہے اور اگر اس کی وجہ سے انسان نیک اعمال چھوڑ دے یا گناہ پر راغب ہو جائے تو برا ہے' جیسے بعض لوگ موت کے خوف سے حج و جہاد سے گھبراتے ہیں۔ داوردان والوں کا یہ خوف دوسری قسم کا تھا۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ موت سے بچنے کے لئے وبائی مقام سے بھاگنا برا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگلے پچھلے سارے واقعات حضور کی نگاہ میں ہیں' کیونکہ یہ واقعہ صدیوں پہلے کا تھا۔ لیکن فرمایا گیا کہ کیا تم نے نہ دیکھا؟ یعنی دیکھا ہے ۱۱۔ ابن عربی نے فرمایا کہ جو موت سزاءً ہو اس کے بعد زندہ کیا جاتا ہے اور جو موت قضاءً ہو اس کے بعد زندہ کرنے کا قانون نہیں۔ حسن فرماتے ہیں کہ داوردان والوں کی یہ موت عمر ختم ہونے سے پہلے واقع ہوئی۔ پھر اپنی عمر پوری کرنے کے لئے انہیں زندہ فرمایا گیا۔ یہ لوگ حضرت حزقیل ابن یوذی علیہ السلام کی دعا سے زندہ ہوئے تھے جو موسیٰ علیہ السلام کے تیسرے خلیفہ تھے پہلے خلیفہ یوشع بن نون علیہ السلام دوسرے کالب بن یوحنا تھے تیسرے حضرت حزقیل بن یوذی (روح البیان) ۱۲۔ حربی کافروں سے لڑو۔ اسلام کو فروغ دینے کے لئے لڑو۔ نہ صرف ملک گیری یا حصول مال کے لئے۔

تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۹﴾ وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَیَذَرُوْنَ

جانتے تھے [1] اور جو تم میں مریں اور بیبیاں چھوڑ

اَزْوَاجًا ۚۖ وَّصِیَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَیْرَ

جائیں وہ اپنی عورتوں کے لئے وصیت کر جائیں [2] سال بھر تک نان نفقہ دینے

اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْ مَا فَعَلْنَ

کی بے نکالے [3] پھر اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر اس کا مواخذہ نہیں [4] جو انہوں نے اپنے معاملہ

فِیْۤ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۴۰﴾ وَ

میں مناسب طور پر کیا [5] اور اللہ غالب حکمت والا ہے اور

لِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِیْنَ ﴿۲۴۱﴾

طلاق والیوں کے لئے بھی مناسب طور پر نان و نفقہ ہے [6] یہ واجب ہے پرہیزگاروں پر

كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۴۲﴾ اَلَمْ

[7] اللہ یوں ہی بیان کرتا ہے تمہارے لئے اپنی آیتیں کہ کہیں تمہیں سمجھ ہو [8] اے محبوب

تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ

کیا تم نے نہ دیکھا تھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے [9] اور وہ ہزاروں تھے

حَذَرَ الْمَوْتِ ۪ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ۫ ثُمَّ اَحْیَاهُمْ ؕ

موت کے ڈر سے [10] تو اللہ نے ان سے فرمایا مر جاؤ [11] پھر انہیں زندہ فرما دیا

اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے [12] مگر اکثر لوگ

لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾ وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْۤا

ناشکرے ہیں اور لڑو اللہ کی راہ میں [13] اور جان لو کہ

اَنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۴۴﴾ مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ

اللہ سنتا جانتا ہے ہے کوئی جو اللہ کو قرض [14]

ع ۳۱ ۱۵

(بقیہ صفحہ ٦١)

☆ جنگ شاہاں فتنہ و غارت گری است ☆ جنگ مومن سنت پیغمبری است ☆

۱۳۔ بزرگان دین فرماتے ہیں کہ حاجت مند کو بوقت ضرور قرض دینا بھی ثواب ہے بلکہ بعض صورتوں میں قرض دینا صدقے سے بہتر ہے کیونکہ صدقہ تو غیر ضرورت مند بھی لے لیتا ہے مگر قرض ہمیشہ حاجت مند ہی لیتا ہے۔

قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ؕ وَاللّٰهُ

حسن دے لہ تو اللہ اس کے لئے تہ بہت گنا بڑھا دے تہ اور اللہ

يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۪ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ

تنگی اور کشائش کرتا ہے تہ اور تمہیں اسی کی طرف پھر جانا اے محبوب کیا تم نے

مِنْۢ بَنِىْۤ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِىٍّ

نہ دیکھا بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو جو موسیٰ کے بعد ہوا تہ جب اپنے ایک پیغمبر سے

لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ

بولے ہمارے لئے کھڑا کر دو ایک بادشاہ تہ کہ ہم خدا کی راہ میں لڑیں نبی نے فرمایا کیا تمہارے

عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا

انداز ایسے ہیں کہ تم پر جہاد فرض کیا جائے تو پھر نہ کرو تہ بولے

وَمَا لَنَاۤ اَلَّا نُقَاتِلَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ

ہمیں کیا ہوا کہ ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں حالانکہ ہم نکالے گئے ہیں اپنے

دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا

وطن اور اپنی اولاد سے تہ تو پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا تہ منہ پھیر گئے

اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۴۶﴾ وَقَالَ

مگر ان میں کے تھوڑے تہ اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو اور ان سے

لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ

ان کے نبی نے فرمایا بے شک اللہ نے طالوت تہ کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے

قَالُوْۤا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ

بولے اسے ہم پر بادشاہی کیونکر ہوگی تہ اور ہم اس سے زیادہ سلطنت

بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ

کے مستحق ہیں تہ اور اسے مال میں بھی وسعت نہیں دی گئی فرمایا اسے

ا۔ قرض حسن وہ کہلاتا ہے جس کا مقروض پر تقاضا نہ ہو۔ دیدے بہتر ورنہ معاف۔ اس میں چند شرطیں ہیں۔ دینے والے میں اخلاص ہو۔ خوشدلی سے دیا جاوے۔ مال حلال خرچ کرے۔ اس کے بدلہ میں جلدی نہ کرے۔ کبھی ہر صدقہ کو قرض حسن کہہ دیتے ہیں ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کو فقیر بڑے پیارے ہیں کیونکہ امیروں سے قرض لیا اور فقیروں کو دے دیا۔ جس کے لئے قرض لیا جاوے وہ پیارا ہے۔ ۳۔ صدقہ سے دنیا میں بھی مال میں برکت ہوتی ہے اور آخرت میں بھی اجر و ثواب۔ اور ماں باپ کی خدمت ان نیکیوں میں سے ہے جن کا بدلہ دنیا و آخرت دونوں جگہ ملتا ہے ۴۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ قبض و بسط ہر چیز میں ہوتا ہے ولی۔ عالم' مالدار' بادشاہ ایک حال پر ہمیشہ نہیں رہتے شعر:-

گہے برطارم اعلیٰ نشینم
گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

۵۔ یہ واقعہ حضرت شموئیل علیہ السلام کے زمانہ کا ہے۔ جب بنی اسرائیل جالوت بادشاہ کے مقابل جنگ کرنے بھیجے گئے تھے۔ جالوت قوم عمالقہ کا بڑا ظالم بادشاہ تھا جو بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کی وجہ سے ان پر مسلط کر دیا گیا تھا۔ جیسے ایک زمانہ میں فرعون ٦۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کے دروازہ سے بادشاہت بھی ملتی ہے۔ وہ قاسم نعمت الٰہیہ ہوتے ہیں۔ اب بھی حضور کے دروازے سے سلطنت' حکومت تقسیم ہوتی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں نبوت اور سلطنت جمع نہیں ہوتی تھی ورنہ حضرت شموئیل علیہ السلام خود ہی بادشاہ ہوتے۔ طالوت کو مقرر نہ فرماتے حضرت داؤد و سلیمان و یوسف علیہم السلام میں نبوت و سلطنت جمع ہوئیں۔ غرضیکہ نبوت اور سلطنت دونوں اللہ کی نعمتیں ہیں۔ ۷۔ یعنی پھر تم پر دو گناہ ہوں گے' ایک جہاد نہ کرنے کا۔ دوسرے اللہ کے مقرر کئے ہوئے بادشاہ کی نافرمانی کا۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے بدلہ لینے کی نیت سے جہاد کرنا بھی درست ہے' یہ جہاد بھی جہاد فی سبیل اللہ کی ہی ایک شق ہے' جالوت نے بنی اسرائیل کے شاہی خاندان کے چار سو چالیس آدمیوں کو گرفتار کیا تھا ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد سنت انبیاء ہے' پہلے پیغمبروں اور ان کی امتوں پر فرض تھا ۱۰۔ یعنی ہزاروں میں سے صرف تین سو تیرہ۔ یہی تعداد اصحاب بدر کی ہے' جنہوں نے نہر کا پانی ایک چلو پیا تھا وہی جہاد کر سکے اور جنہوں نے زیادہ پیا۔ وہ بزدل ہو گئے ۱۱۔ طالوت حضرت بنیامین ابن یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ دراز قد تھے' اس لئے طالوت کہلاتے تھے۔ حضرت شموئیل کو حکم الٰہی آیا تھا۔ کہ جس کا قد آپ کے اس عصا کے برابر ہو وہ بادشاہ ہے' طالوت برابر ہوئے۔ لہٰذا سلطنت کے لئے مقرر ہوئے حضرت شموئیل خود بادشاہ نہ ہوئے کہ اس وقت نبوت اور سلطنت کا اجتماع نہ تھا ۱۲۔ یہ ان کی پہلی نافرمانی ہوئی کہ رب کے حکم کے مقابلہ میں اپنا قیاس کیا۔ اور کج بحثی کی۔ حالانکہ رب کے مقابلہ میں قیاس کرنا شیطانی کام ہے ۱۳۔ یعنی وہ غریب ہیں۔

اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِى الْعِلْمِ وَ

اللہ نے تم پر چن لیا اسے اور اسے علم اور جسم میں کشادگی

الْجِسْمِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤْتِىْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ

زیادہ دی ہے اور اللہ اپنا ملک جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا

عَلِيْمٌ ﴿۲۴۷﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ

علم والا ہے اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے

التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا

پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی

تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ

ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے

اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۴۸﴾

بے شک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لئے اگر ایمان رکھتے ہو

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ

پھر جب طالوت لشکروں کو لے کر شہر سے جدا ہوا۔ بولا بے شک اللہ

مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّىْ ۚ

تمہیں ایک نہر سے آزمانے والا ہے تو جو اس کا پانی پئے وہ میرا نہیں

وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّىْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً ۢ

اور جو نہ پئے وہ میرا ہے مگر وہ جو ایک چلو اپنے ہاتھ سے

بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ فَلَمَّا

لے لے تو سب نے اس سے پیا مگر تھوڑوں نے پھر جب

جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ

طالوت اور اس کے ساتھ کے مسلمان نہر کے پار گئے بولے ہم میں آج طاقت

(بقیہ صفحہ ۶۲) اور سلطنت کے کاروبار کے لئے مال و دولت کی بڑی ضرورت رہتی ہے۔ لہٰذا وہ سلطنت کے لائق نہیں۔

۱۔ معلوم ہوا کہ علم عبادت سے افضل ہے کہ عابد کے لئے گوشہ مسجد ہے اور عالم کے لئے تخت خلافت' یہ بھی معلوم ہوا کہ مال سے علم افضل ہے۔ خلافت اسے علم سے حاصل ہوتی ہے' نہ کہ مال سے' یہ بھی معلوم ہوا کہ بادشاہ عالم اور تندرست ہونا چاہیے۔ جس سے مملکت کے کام بخوبی انجام پا جائیں۔ آج کل حکومت کا مدار صرف مال اور کثرت رائے پر ہے۔ یہ غلط ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ سلطنت نسب اور مال پر نہیں ہونی چاہیے بلکہ علم اور شجاعت و بہادری پر ہونی چاہیے۔ علم سے مراد دینی سیاست کا علم ہے اس سے یہ دلیل پکڑنا کہ صرف سیاستدان ہی خلیفہ ہونا چاہئیں غلط ہے' کیونکہ ابوبکر صدیق تمام صحابہ میں زیادہ عالم تھے۔ اس لئے حضور نے اپنی وفات شریف کے وقت انہیں نماز کا امام بنایا' حضرت فاروق اعظم کی سیاست آج تک مثال بنی ہوئی ہے ۳۔ یہ تابوت شمشاد کی لکڑی کا ایک صندوق تھا۔ تین ہاتھ لمبا دو ہاتھ چوڑا' اس میں انبیاء کرام کی قدرتی تصویریں تھیں اور توریت کی تختیاں اور موسیٰ علیہ السلام کا عصا آپ کے کپڑے اور نعلین شریف اور حضرت ہارون کا عمامہ شریف اور کچھ من کے ٹکڑے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات مشکل کشا اور باذن خدا حاجت روا ہیں' اسی لئے میت کے ساتھ بزرگوں کے تبرکات رکھے جاتے ہیں۔ دیکھو حضرت موسیٰ کے تبرکات جنگ میں فتح کے لئے رکھے جاتے تھے ۵۔ معلوم ہوا کہ مومن وہ ہے جو مقبول بندوں کے تبرکات کی تاثیر کا قائل ہو' اس کا انکار رب کی قدرت کا انکار ہے' چنانچہ وہ صندوق سکینہ فرشتے لائے اور طالوت کے سامنے رکھ دیا۔ جنگ کی حالت میں یہ صندوق اسلامی فوج کے آگے رہتا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے مسلمانوں کو فتح بخشتا تھا۔ آپ کے بعد بنی اسرائیل میں یہ صندوق رہا۔ وہ لوگ ہر مشکل کے وقت اس صندوق کو آگے رکھ کر دعائیں کرتے تھے جو قبول ہوتی تھیں۔ جنگوں میں ساتھ لے جاتے اور فتح پاتے تھے' پھر بعد میں بنی اسرائیل میں وہابی نجدی خیالات کے پیدا ہو گئے جنہوں نے اس صندوق کی بے حرمتی کی۔ اور مصیبتوں میں گرفتار ہوئے۔ جب یہ صندوق طالوت کے سامنے آیا تو وہ مطمئن ہو گئے اور طالوت نے ستر ہزار اسرائیلی جوان چھانٹے۔ جنہیں جالوت کے مقابل جہاد میں لے گئے ۶۔ بنی اسرائیل کا یہ سفر جہاد سخت گرمی میں تھا' موسم کی گرمی جنگل کی تپش' دھوپ کی سخت حرارت سے ان مجاہدین کو سخت پیاس لگی۔ تب طالوت نے انہیں خبر دی کہ عنقریب ایک نہر آوے گی مگر یہ تمہارے امتحان کا وقت ہے پانی نہ پینا' طالوت یہ سب کچھ حضرت شموئیل علیہ السلام کی وحی سے کہہ رہے تھے ۷۔ یعنی میری جماعت کا نہیں اور وہ میرے ساتھ جہاد میں نہ جاسکے گا یہ مطلب نہیں کہ وہ کافر ہے۔ کیونکہ ہر گناہ کفر نہیں ہوتا۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ وہ ایمان سے خارج ہو جائے گا یعنی اس کا زیادہ پانی پینا دل میں نفاق پیدا کرے گا یا یہ علامت کفر ہو گی ۸۔ یعنی وہ میری جماعت کا ہے یا میرے دین کا یا میرے ساتھ مجاہد ہے' کیونکہ جو وقتی طور پر پیاس کی شدت برداشت نہ کر سکا۔ وہ آئندہ جہاد کی سختیاں بھی نہ جھیل سکے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مجاہدوں کو سختی برداشت کرنے کا عادی بنانا اور اس میں ان کا امتحان لینا سنت انبیاء ہے' آج کل پریڈ اور بھاگ دوڑ وغیرہ اسی وجہ سے کرائی جاتی ہے' ان سب کا ماخذ یہ آیت ہے اس وقت یہ پانی نہ پینا اشد واجب تھا بلکہ پانی پینا ذریعہ کفر بن گیا جیسا کہ اگلی عبارت سے معلوم ہو رہا ہے ۹۔ یعنی شدت کی گرمی' سفر کا حال' پیاس کی شدت اور رب کا یہ حکم صبر کا پورا امتحان تھا۔ کہ اگر یہ لوگ یہاں صبر کر گئے تو آئندہ بھی جہاد کی مشقتوں پر صبر کر

(بقیہ صفحہ ۶۳) سکیں گے اور اگر یہاں گھبرا گئے تو آئندہ بھی جہاد نہ کریں گے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ ہمیشہ مخلص بندے تھوڑے ہوتے ہیں کہ ہزاروں میں سے صرف ۳۱۳ مخلص نکلے۔ رب فرماتا ہے وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۱۱۔ معلوم ہوا کہ نہر پر رہ جانے والے کافر قرار دیئے گئے۔ اس لئے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ فرمایا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کا ہر حکم واجب العمل ہے۔ اگرچہ وہ کسی مصلحت کی بنا پر ہی ہو۔ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ پانی پینے والے نہر پر ہی رہ گئے تھے" جب صابر لوگ اس کنارے پر پہنچ گئے تو اس طرف سے ان بے صبروں نے پکار کر کہا کیونکہ یہ لوگ نہر سے آگے گئے ہی نہ تھے۔

لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ

نہیں ۱ جالوت اور اس کے لشکروں کی۔ بولے وہ جنہیں اللہ سے

اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ

ملنے کا یقین تھا ۲ کہ بارہا کم جماعت غالب آئی ہے

فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۲۴۹﴾

زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم سے ۳ اور اللہ صابروں کے ساتھ ہے ۴

وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ

پھر جب سامنے آئے جالوت اور اس کے لشکروں کے عرض کی اے رب

اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا

ہمارے ہم پر صبر انڈیل اور ہمارے پاؤں جمے رکھ اور کافر لوگوں

عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۵۰﴾ ؕ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ

پر ہماری مدد کر ۵ تو انہوں نے ان کو بھگا دیا اللہ کے حکم سے

وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ

اور قتل کیا داؤد نے جالوت کو ۶ اور اللہ نے اسے سلطنت اور حکمت عطا فرمائی ۷

وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ

اور اسے جو چاہا سکھایا ۸ اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع

بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ

نہ کرے ۹ تو ضرور زمین تباہ ہو جائے ۱۰ مگر اللہ سارے جہان پر

عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۵۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ

فضل کرنے والا ہے یہ اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم اے محبوب تم پر

بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۵۲﴾

ٹھیک ٹھیک پڑھتے ہیں اور تم بے شک رسولوں میں ہو ۱۱

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی اطاعت بہادری پیدا کرتی ہے اور نبی کی مخالفت بزدلی لاتی ہے' سچے نبی خود بہادر ہوتے ہیں۔ جھوٹے نبی بزدل' دیکھو قادیانی نے ڈر کی وجہ سے حج نہ کیا ۲۔ کبھی ظن بمعنی یقین بھی آتا ہے۔ ان مومنوں کو رب سے ملنے کا کامل یقین تھا۔ یقین کے بغیر ایمان نصیب نہیں ہوتا۔ رب فرماتا ہے لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا یہاں بھی ظن بمعنی یقین ہے کیونکہ حضرت عائشہ کی عصمت پر یقین ضروری ہے' ۳۔ فتح و نصرت زیادتی اسباب اور زیادتی جماعت پر موقوف نہیں' یہ اللہ کے فضل و کرم پر موقوف ہے' اگر وہ کرم کر دے تو ابابیل فیل کو ہلاک کر دیتی ہے۔ معلوم ہوا کہ مومن کو رب پر کامل توکل چاہیے۔ ہاں اسباب پر عمل توکل کے خلاف نہیں رب فرماتا ہے۔ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ ۴۔ یعنی اللہ مدد اور رحمت سے صابروں کے ساتھ ہے غضب و قہر سے بے صبروں کے ساتھ اور علم و قدرت سے سب کے ساتھ ہے۔

۵۔ جہاد کے موقعہ پر مقابلہ کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے اور ایسی حالت میں بزرگوں کا ساتھ اچھا ہے ۶۔ یعنی طالوت بادشاہ کی اس چھوٹی اور تھوڑی جماعت نے زیادہ اور طاقتور فوج کو شکست دے دی۔ ۷۔ یعنی داؤد علیہ السلام کو سلطنت اور نبوت دونوں عطا فرمائیں اس طرح کہ آپ کا نکاح طالوت بادشاہ کی بیٹی سے ہوا۔ کیونکہ انہوں نے اعلان کیا تھا کہ جو جالوت کو قتل کرے میں اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر دوں گا۔ پھر طالوت کے بعد آپ سریر آراء سلطنت ہوئے۔ ۸۔ جمل وغیرہ تفسیروں میں ہے کہ حضرت ایشا داؤد علیہ السلام کے والد مع اپنے تمام فرزندوں کے طالوت کے لشکر میں تھے' داؤد علیہ السلام ان سب میں کم عمر اور کمزور تھے' بیماری سے اٹھے تھے رنگ مبارک زرد تھا' طالوت نے شموئیل علیہ السلام سے عرض کیا کہ جالوت بہت شاہ زور ہے آپ رب سے دعا فرمادیں کہ یہ مارا جائے۔ تب وحی الٰہی آئی کہ اسے داؤد علیہ السلام قتل کریں گے' چنانچہ آپ گوپھن لئے ہوئے اس کے مقابل ہوئے۔ اس نے بہت متکبرانہ بکواس کی مگر آپ نے گوپھن کے ذریعہ ایک پتھر مارا جو اس کی کنپٹی پر پڑا اور مر گیا۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نیک بندوں کی برکت سے دوسروں کی بلائیں بھی دفع فرماتا ہے۔ اور مجاہدین کے ذریعے کفار کے زور کو توڑتا ہے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ جہاد میں ہزارہا مصلحتیں ہیں اگر گھاس نہ کاٹی جائے۔ تو کھیت برباد ہو جاوے۔ اگر آپریشن کے ذریعے مواد نہ نکالا جائے تو بدن بگڑ جائے۔ اگر چور ڈاکو نہ پکڑے جائیں تو امن برباد ہو جاوے۔ ایسے ہی جہاد کے ذریعے مغرور اور باغی کفار کو دبایا نہ جاوے تو نیک بندے نہ جی سکیں' جہاد پر اعتراض کرنا حماقت ہے۔ ۱۱۔ یعنی گم شدہ تاریخی حالات اور علوم غیبیہ کی عطا' آپ کی نبوت کی دلیل ہے۔ کہ آپ نے نہ علم تاریخ حاصل کیا' نہ مورخین کی صحبت میں رہے' پھر ایسے درست حالات بیان فرمائے۔ معلوم ہوا کہ آپ سچے رسول صاحب وحی ہیں۔